منتخب تحریرات

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

بانی جماعت احمدیہ

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
1	پیش لفظ	1
2	اللہ تعالیٰ	4
3	رؤیت الٰہی	5
4	خدا کا اپنے وفا شعار بندوں سے سلوک	5
5	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم	7
6	قرآن کریم	12
7	وحی والہام	15
8	ہمارے عقائد	16
9	مقام حضرت مسیح موعود علیہ السلام	18
10	پاک جماعت کا قیام اور نصائح	19
11	انجام سلسلہ	23
12	آخری فتح	24
13	روح	24
14	حیات بعد الموت	25
15	مذاہب عالم	25
16	گناہ	26
17	نجات	26
18	جہاد	27

19	دعا	28
20	ہمدردی بنی نوع انسان	28
21	فرشتے	29
22	یاجوج ماجوج	30
23	نور کا موسم	30

☆....................☆....................☆

پیش لفظ

آج سے ٹھیک ایک سوسال قبل جماعت احمدیہ کے بانی حضرت مرزا غلام احمد قادیانی (۱۸۳۵ ۔ ۱۹۰۸) نے یہ دعوٰی فرمایا کہ انہیں اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ کی اصلاح کے لئے مامور فرمایا ہے اور آپ ہی وہ مہدیٔ آخرزمان اور مسیح موعود ہیں جس کے ذریعہ تمام ادیان پر اسلام کا غلبہ مقدر ہے اور جس کے ظہور کی خبر حضرت خاتم النبیین محمد مصطفٰےﷺ نے دی تھی۔

آپ کے اس دعوٰی پر ایک صدی گذر چکی ہے۔ اس عرصہ میں آپ کی جماعت نے محض اللہ تعالیٰ کی تائید اور نصرت سے انتہائی نامساعد حالات اور ہر قسم کی مخالفت کے باوجود دنیا کے ہر خطے میں حیران کن ترقی کی ہے اور اس وقت تک یہ جماعت ایک سو چودہ ممالک میں قائم ہو چکی ہے۔

جماعت احمدیہ کا پیغام، اس کی اقدار اور اس کے پیش کردہ پروگرام کا صحیح ادراک حاصل کرنے اور جماعت کے بانی حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کے دعاوی کو صحیح طور پر سمجھنے کے لئے مناسب طریقہ اور یقینی ذریعہ یہی ہے کہ ان کی تحریرات کا براہ راست غیر جانبدارانہ مطالعہ کیا جائے۔

اس رسالہ میں حضرت مرزا صاحب کی نظم اور نثر سے چند ایسے منتخب اقتباسات پیش کئے جا رہے ہیں جو دین کے بنیادی ارکان اور جماعت کے عقاید پر روشنی ڈالتے ہیں۔ ہم امید کرتے ہیں کہ ان کا مطالعہ جہاں حضرت بانی جماعت احمدیہ کی اسّی سے زیادہ مؤقر تصانیف کے بارہ میں کوئی رائے قائم کرنے میں مدد دے گا وہاں اِن کا مطالعہ ذہنوں کی جِلا، قلوب کی تنویر اور روح کی بالیدگی کا باعث ہوگا۔

حضرت بانیٔ سِلسلہ احمدیہ نے فرمایا ہے کہ خدا تعالیٰ نے آپ کو یہ علم دیا ہے کہ آپ ہی وہ موعود مصلح آخرزمان ہیں جس کا انتظار دنیا کے مختلف مذاہب اپنی اپنی مقدّس کتابوں کی پیشگوئیوں کے مطابق کر رہے تھے۔ ہندو کرشن جی کے اور بُدھ مذہب کے پیرو کار گوتم بُدھ کے منتظر تھے۔ یہودی اور عیسائی ایک مسیحا کی انتظار کر رہے تھے اور مسلمان مہدیٔ معہود اور مسیح موعود کے ظہور کی راہ دیکھ رہے تھے خدائی نوشتوں کے مطابق مقدّر تھا کہ تمام مِلّتوں کا موعود ایک ہی وجود کی صورت میں ظاہر ہو جو حضرت خاتم النّبیّین محمد مصطفٰے صلّی اللہ علیہ وسلّم کا امّتی اور پَیرو کار ہو۔ جس کا مقصدِ بعثت تمام نوعِ انسانی کو اللہ تعالیٰ کے آخری دین اور مکمّل ضابطہ حیات، اسلام، کے جھنڈے تلے جمع کرنا ہے۔ آپ

نے فرمایا ہے کہ آپ کا ظہور اس سُنہری دَور کا آغاز ہے جس کی انتظار میں نوعِ انسانی کی بے شمار نسلیں گذر گئیں۔ وہ سُنہری دَور جس میں عدل، امن اور صلح وآشتی کا دَور دَورہ ہوگا اور کُرّۂ ارض پر آباد تمام انسانوں کا ایک ہی مذہب ہوگا یعنی دین اسلام اور ایک ہی پیشوا ہوگا یعنی حضرت محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم۔

اس موعود مصلح کی بعثت کے مقاصدِ عالیہ کے حصول کا پروگرام عالمگیر ہونے کے علاوہ زمانہ کے لحاظ سے صدیوں پر محیط ہے۔ لہٰذا ایک جماعت کی ضرورت تھی جو نسلاً بعد نسلٍ اپنی جان مال اور وقت کی مسلسل قربانیاں دے کر غلبۂ اسلام کی مہم کو آگے بڑھانے کی جدّ وجہد قیامت تک جاری رکھے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے ماتحت حضرت مرزا غلام احمد قادیانی نے ۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء کے مبارک دن ہندوستان کے شہر لدھیانہ میں ان مخلصین سے بیعت لی جنہوں نے آپ کو خدا تعالیٰ کا فرستادہ یقین کر لیا اور آپ کے جُملہ دعاوی پر ایمان لائے اور آپ کی اس جدّ وجہد میں آپ کا ساتھ دینے کا عزم کیا۔ آپ نے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے اسمِ مبارک احمد کی مناسبت سے اپنی اس جماعت کا نام جماعتِ احمدیہ رکھا۔

آپ نے اپنی زندگی میں آریوں اور عیسائی پادریوں کے اسلام پر حملوں کے دفاع اور قرآنِ کریم کی روح پرور تعلیم کی اشاعت کی خاطر اسّی سے زائد کتب تصنیف فرمائیں اور باوجود محدود وسائل کے دُنیا میں اسلام کی اشاعت فرمائی۔ ۱۹۰۸ء میں آپ کی وفات کے بعد آپ کی جماعت میں خلافت کا نظام قائم ہوا جس کی برکت سے جماعت نے اپنی توانائیوں کو مجتمع کر کے اکنافِ عالم میں تبلیغِ اسلام اور اشاعتِ قرآن کا عظیم کام جاری رکھا۔

۱۹۴۷ء میں برِّصغیر کی تقسیم کے وقت جب جماعتِ احمدیہ کے لاکھوں افراد کو پاکستان ہجرت کرنا پڑی تو یہاں جماعت نے پنجاب میں دریائے چناب کے کنارے ایک نیا مرکز تعمیر کیا جو ربوہ کے نام سے مشہور ہے۔

ابتداء سے ہی مخالف علماء کی طرف سے جماعت کے خلاف تحریکیں چلائی جاتی رہی ہیں جن سے ۱۹۵۳ء، ۱۹۷۴ء اور ۱۹۸۴ء کی تحریکیں زیادہ مشہور ہیں۔ آخر الذکر تحریک کو اُس وقت کی حکومت کی مکمّل تائید اور سرگرم حمایت حاصل تھی۔ حکومت نے جماعت کی ترقّی روکنے اور احمدیوں کو بنیادی انسانی حقوق سے محروم کرنے کے بہت سے ظالمانہ قوانین نافذ کئے جن میں ۱۹۸۴ء کا اینٹی احمدیہ صدارتی آرڈیننس XX مشہور ہے۔ چنانچہ جماعتِ احمدیہ کو پاکستان میں غیر مسلم اور کافر قرار دیا گیا۔ عبادت گاہیں مسمار اور مقفّل کی گئیں۔ ہزاروں احمدیوں کو مقدمات، جسمانی

عقوبت، ذہنی اذیّت، قید و بند کے علاوہ بہت سے احمدیوں کو قتل کر دیا گیا۔ یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ جماعت کے افراد نے انتہائی صبر اور تحمّل کے ساتھ بے مثال قربانیاں دے کر حکومتِ وقت اور اس کے حلیف علماء کی کوششوں کو ناکام بنا دیا۔

پاکستان میں احمدیوں کے خلاف اِن ظالمانہ کارروائیوں کے نتیجہ میں دوسرے ممالک کے احمدیوں میں ایک بے مثال روحانی بیداری پیدا ہوئی اور جماعت نے اِس دَور میں پہلے سے کہیں بڑھ کر ترقّی کی۔

۱۹۸۹ء میں جماعتِ احمدیہ کے صَد سالہ جشن تشکر کی مبارک تقریب کی مناسبت سے عالمی سطح پر جو پروگرام ترتیب دیا گیا ہے اُس کا قابلِ ذکر پہلو یہ ہے کہ جماعتِ احمدیہ اِس موقع پر خدا تعالیٰ کے حضور سپاس گذاری اور اپنے جذباتِ تشکّر کے اظہار کے طور پر ایک سَو سے زائد زبانوں میں قرآن کریم اور اس کی منتخب آیات، آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی منتخب احادیث اور حضرت بانیٔ سِلسلہ احمدیہ کی تحریرات کے منتخب اقتباسات کے تراجم شائع کر رہی ہے۔ یہ کِتابچہ اسی عظیم اور مبارک منصوبہ کا ایک حصہ ہے۔

نظارت اشاعت ربوہ

اللہ تعالیٰ

ہمارا بہشت ہمارا خدا ہے۔ ہماری اعلیٰ لذّات ہمارے خدا میں ہیں کیونکہ ہم نے اسکو دیکھا اور ہر ایک خوبصورتی اس میں پائی۔ یہ دولت لینے کے لائق ہے اگرچہ جان دینے سے ملے اور یہ لعل خریدنے کے لائق ہے اگرچہ تمام وجود کھونے سے حاصل ہو۔ اے محرومو! اس چشمہ کی طرف دوڑو کہ وہ تمہیں سیراب کرے گا۔ یہ زندگی کا چشمہ ہے جو تمہیں بچائے گا۔ مَیں کیا کروں اور کِس طرح اِس خوشخبری کو دلوں میں بٹھا دوں۔ کِس دَف سے مَیں بازاروں میں منادی کروں کہ تمہارا یہ خدا ہے تا لوگ سُن لیں اور کِس دوا سے میں علاج کروں تا سُننے کے لئے لوگوں کے کان کُھلیں۔

''اگر تم خدا کے ہو جاؤ گے تو یقیناً سمجھو کہ خدا تمہارا ہی ہے۔''

(روحانی خزائن جلد ۱۹ کشتی نوح صفحہ ۲۱،۲۲)

اے سننے والو! سنو! کہ خدا تم سے کیا چاہتا ہے۔ بس یہی کہ تم اُسی کے ہو جاؤ۔ اُسکے ساتھ کسی کو بھی شریک نہ کرو نہ آسمان میں نہ زمین میں۔ ہمارا خدا وہ خدا ہے جو اَب بھی زندہ ہے جیسا کہ پہلے زندہ تھا اور اَب بھی وہ بولتا ہے جیسا کہ وہ پہلے بولتا تھا اور اَب بھی وہ سُنتا ہے جیسا کہ پہلے سُنتا تھا۔ یہ خیال خام ہے کہ اِس زمانہ میں وہ سُنتا تو ہے مگر بولتا نہیں بلکہ وہ سُنتا اور بولتا بھی ہے۔ اُس کی تمام صفات اَزلی اَبدی ہیں۔ کوئی صفت بھی معطل نہیں اور نہ کبھی ہوگی۔ وہ وہی واحد لاشریک ہے جس کا کوئی بیٹا نہیں اور جس کی کوئی بیوی نہیں۔ وہ وہی بے مثل ہے جس کا کوئی ثانی نہیں۔۔۔ جس کا کوئی ہم صفات نہیں اور جس کی کوئی طاقت کم نہیں۔ وہ قریب ہے باوجود دُور ہونے کے اور دُور ہے باوجود نزدیک ہونے کے۔۔۔ وہ سب سے اوپر ہے مگر نہیں کہہ سکتے کہ اُس کے نیچے کوئی اور بھی ہے۔ اور وہ عرش پر ہے مگر نہیں کہہ سکتے کہ زمین پر نہیں۔ وہ مجمع ہے تمام صفاتِ کاملہ کا اور مظہر ہے تمام محامدِ حقّہ کا اور سرچشمہ ہے تمام خوبیوں کا اور جامع ہے تمام طاقتوں کا اور مبداء ہے تمام فیضوں کا اور مرجع ہے ہر ایک شَے کا اور مالک ہے ہر ایک ملک کا اور متّصف ہے ہر ایک کمال سے اور منزّہ ہے ہر ایک عیب اور ضُعف سے اور مخصوص ہے اِس امر میں کہ زمین والے اور آسمان والے اسی کی عبادت کریں۔

(روحانی خزائن جلد ۲۰ الوصیّت صفحہ ۳۰۹،۳۱۰)

رویتِ الٰہی

جس کو شبہات سے نجات نہیں اُس کو عذاب سے بھی نجات نہیں۔ جو شخص اِس دُنیا میں خدا کے دیکھنے سے بے نصیب ہے وہ قیامت میں بھی تاریکی میں گرے گا۔ خدا کا قول ہے کہ

مَن کَانَ فِی ھٰذِہٖٓ اَعمیٰ فَھُوَ فِی الاٰ خِرَۃِ اَعمیٰ.

(روحانی خزائن جلد ۱۳ کتاب البریّہ صفحہ ۶۵)

خدا کا اپنے وفا شعار بندوں سے سلوک

درحقیقت وہ خدا بڑا زبردست اور قوی ہے جس کی طرف محبت اور وفا کے ساتھ جُھکنے والے ہرگز ضائع نہیں کیے جاتے۔ دشمن کہتا ہے کہ مَیں اپنے منصوبوں سے اُن کو ہلاک کردوں اور بد اندیش ارادہ کرتا ہے کہ مَیں اُن کو کُچل ڈالوں مگر خدا کہتا ہے کہ اے نادان کیا تُو میرے ساتھ لڑے گا؟ اور میرے عزیز کو ذلیل کر سکے گا؟ درحقیقت زمین پر کچھ نہیں ہوسکتا مگر وہی جو آسمان پر پہلے ہو چکا۔ اور کوئی زمین کا ہاتھ اس قدر سے زیادہ لمبا نہیں ہوسکتا جس قدر کہ وہ آسمان پر لمبا کیا گیا ہے۔ پس ظلم کے منصوبے باندھنے والے سخت نادان ہیں جو اپنے مکروہ اور قابلِ شرم منصوبوں کے وقت اُس بَرتر ہستی کو یادنہیں رکھتے جس کے ارادہ کے بغیر ایک پتّہ بھی گر نہیں سکتا لہٰذا وہ اپنے ارادوں میں ہمیشہ ناکام اور شرمندہ رہتے ہیں اور اُن کی بدی سے راست بازوں کو کوئی ضرر نہیں پہنچتا بلکہ خدا کے نشان ظاہر ہوتے ہیں اور خلق اللہ کی معرفت بڑھتی ہے۔ وہ قوی اور قادر خدا اگرچہ ان آنکھوں سے دکھائی نہیں دیتا مگر اپنے عجیب نشانوں سے اپنے تئیں ظاہر کر دیتا ہے۔

(روحانی خزائن جلد ۱۳ کتاب البریّہ مقدمہ صفحہ ۱۹، ۲۰)

خدا آسمان وزمین کا نور ہے۔ یعنی ہر ایک نور جو بلندی اور پستی میں نظر آتا ہے۔ خواہ وہ اَرواح میں ہے۔ خواہ اَجسام میں اور خواہ ذاتی ہے اور خواہ عرضی اور ظاہری ہے اور خواہ باطنی اور خواہ ذہنی ہے خواہ خارجی۔ اسی کے فیض کا عطیہ ہے۔ یہ اِس بات کی طرف اشارہ ہے کہ حضرت رَبّ العالمین کا فیضِ عام ہر چیز پر محیط ہو رہا ہے اور کوئی اس کے فیض سے خالی نہیں۔ وہی تمام فیوض کا مبداء ہے اور تمام اَنوار کا عِلت العِلل اور تمام رحمتوں کا سرچشمہ ہے۔ اسی کی ہستیِ حقیقی تمام عالَم کی قیّوم اور تمام زیر و زبر کی پناہ ہی وہی ہے جس نے ہر ایک چیز کو ظلمت خانۂ عدم سے باہر نکالا اور

خلعتِ وجود بخشا بجز اس کے کوئی ایسا وجود نہیں ہے کہ جو فی حدِّ ذاتہٖ واجب اور قدیم ہو یا اُس سے مستفیض نہ ہو بلکہ خاک اور افلاک اور انسان اور حیوان اور حَجر اور شجر اور رُوح اور جسم سب اسی کے فیضان سے وجود پذیر ہیں۔

(روحانی خزائن جلد ا براہین احمدیہ حاشیہ صفحہ ۱۹۱،۱۹۲)

حمد و ثناء اُسی کو جو ذات جاودانی — ہَمسر نہیں ہے اُس کا کوئی نہ کوئی ثانی
باقی وہی ہمیشہ غیر اُس کے سب ہیں فانی — غیروں سے دِل لگانا جُھوٹی ہے سب کہانی
سب غیر ہیں وہی ہے اِک دِل کا یار جانی — دِل میں میرے یہی ہے سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِی
سب کا وہی سہارا رحمت ہے آشکارا — ہم کو وہی پیارا دِلبر وہی ہمارا
اُس بِن نہیں گزارا غیر اُس کے جُھوٹ سارا — یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِی

(روحانی خزائن جلد ۱۲ محمود کی آمین صفحہ ۳۱۹)

میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر رُوحوں میں سچّی تلاش پیدا ہو اور دِلوں میں سچّی پیاس لگ جائے تو لوگ اس طریق کو ڈھونڈیں اور اس راہ کی تلاش میں لگیں۔ مگر یہ راہ کِس طریق سے کُھلے گی اور حجاب کِس دوا سے اُٹھے گا۔ مَیں سب طالبوں کو یقین دلاتا ہوں کہ صرف اِسلام ہی ہے جو اس راہ کی خوشخبری دیتا ہے اور دوسری قومیں تو خدا کے الہام پر مدّت سے مُہر لگا چکی ہیں۔ سو یقین سمجھو کہ یہ خدا کی طرف سے مُہر نہیں بلکہ محرومی کی وجہ سے انسان ایک حیلہ پیدا کر لیتا ہے اور یقیناً یہ سمجھو کہ جس طرح یہ ممکن نہیں کہ ہم بغیر آنکھوں کے دیکھ سکیں یا بغیر کانوں کے سُن سکیں یا بغیر زبان کے بول سکیں اسی طرح یہ بھی ممکن نہیں کہ بغیر قُرآن کے اُس پیارے محبوب کا مُنہ دیکھ سکیں۔ مَیں جوان تھا اَب بُوڑھا ہوا مگر مَیں نے کوئی نہ پایا جس نے بغیر اس پاک چشمہ کے اس کُھلی کُھلی معرفت کا پیالہ پیا ہو۔

(روحانی خزائن جلد ۱۰ اِسلامی اصول کی فلاسفی صفحہ ۴۴۲، ۴۴۳)

کِس قدر ظاہر ہے نور اس مَبدءُ الانوار کا — بن رہا ہے سارا عالَم آئینہ ابصار کا
چاند کو کل دیکھ کر مَیں سخت بے کل ہو گیا — کیونکہ کچھ کچھ تھا نشاں اس میں جمالِ یار کا
اس بہارِ حُسن کا دِل میں ہمارے جوش ہے — مت کرو کچھ ذکر ہم سے ترک یا تاتار کا
ہے عجب جلوہ تری قدرت کا پیارے ہر طرف — جس طرف دیکھیں وہی رہ ہے ترے دیدار کا

چشمۂ خورشید میں مَوجیں تری مشہود ہیں ہر ستارے میں تماشا ہے تری چمکار کا
تُونے خودرُوحوں پہ اپنے ہاتھ سے چھڑکا نمک اس سے ہے شورِ محبّت عاشقانِ زار کا
کیا عجب تُو نے ہر اِک ذرّہ میں رکھے ہیں خواص کون پڑھ سکتا ہے سارا دفتر ان اَسرار کا
تیری قدرت کا کوئی بھی اِنتہا پاتا نہیں کِس سے کُھل سکتا ہے پیچ اس عقدۂ دشوار کا
خوبریوں میں ملاحت ہے ترے اس حُسن کی ہر گُل وگلشن میں ہے رنگ اس تری گلزار کا
چشمِ مستِ ہر حسیں ہر دَم دکھاتی ہے تجھے ہاتھ ہے تیری طرف ہر گیسُوئے خمدار کا

(روحانی خزائن جلد ۲ سُرمہ چشم آریہ صفحہ ۵۲)

توحید ایک نور ہے جو آفاقی اور اَنفسی معبودوں کی نفی کے بعد دِل میں پیدا ہوتا ہے اور وجود کے ذرّہ ذرّہ میں سرایَت کر جاتا ہے۔ پس وہ بجز خدا اور اس کے رسول کے ذریعہ کے محض اپنی طاقت سے کیونکر حاصل ہوسکتا ہے۔ انسان کا فقط یہ کام ہے کہ اپنی خودی پر موت وارد کرے اور اس شیطانی نخوت کو چھوڑ دے کہ مَیں علوم میں پرورش یافتہ ہوں اور ایک جاہل کی طرح اپنے تئیں تصوّر کرے اور دعا میں لگا رہے تب توحید کا نور خدا کی طرف سے اس پر نازل ہو گا اور ایک نئی زندگی اس کو بخشے گا۔

(روحانی خزائن جلد ۲۲ حقیقت الوحی صفحہ ۱۴۸)

وہ خدا نہایت وفادار خدا ہے اور وفاداروں کے لئے اس کے عجیب کام ظاہر ہوتے ہیں۔ دُنیا چاہتی ہے کہ ان کو کھا جائے اور ہر ایک دشمن ان پر دانت پیستا ہے مگر وہ جوان کا دوست ہے ہر ایک ہلاکت کی جگہ سے ان کو بچاتا ہے اور ہر ایک میدان میں ان کو فتح بخشتا ہے۔ کیا ہی نیک طالع وہ شخص ہے جو اس خدا کا دامن نہ چھوڑے۔

(روحانی خزائن جلد ۱۹ کشتی نوح صفحہ ۲۰)

آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم

وہ اعلیٰ درجہ کا نور جو انسان کو دیا گیا یعنی انسانِ کامل کو وہ ملائک میں نہیں تھا۔ نجوم میں نہیں تھا۔ قمر میں نہیں تھا۔ آفتاب میں بھی نہیں تھا۔ وہ زمین کے سمندروں اور دریاؤں میں بھی نہیں تھا۔ وہ لعل اور یاقوت اور زمرد اور اَلماس اور موتی میں بھی نہیں تھا۔ غرض وہ کسی چیز اَرضی اور سماوی میں نہیں تھا صرف انسان میں تھا یعنی انسانِ کامل میں جس کا اَتم اور اَکمل اور اعلیٰ

اور اَرفع فرد ہمارے سیّد و مولیٰ سیّد الانبیاء سیّد الاحیاء محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ سو وہ نور اس انسان کو دیا گیا اور حسبِ مراتب اس کے تمام ہمرنگوں کو بھی یعنی ان لوگوں کو بھی جو کسی قدر وہی رنگ رکھتے ہیں۔۔ اور یہ شان اعلیٰ اور اکمل اور اتم طور پر ہمارے سیّد ہمارے مولیٰ ہمارے ہادی نبی اُمّی، صادق مصدوق محمد مصطفےٰ ﷺ میں پائی جاتی تھی۔

(روحانی خزائن جلد ۵ آئینہ کمالاتِ اسلام صفحہ ۱۶۰،۱۶۲)

مَیں ہمیشہ تعجب کی نگاہ سے دیکھتا ہوں کہ یہ عربی نبی جس کا نام محمدؐ ہے (ہزار ہزار درُود اور سَلام اس پر) یہ کس عالی مرتبہ کا نبی ہے۔ اس کے عالی مقام کا اِنتہا معلوم نہیں ہوسکتا اور اس کی تاثیرِ قدسی کا اندازہ کرنا انسان کا کام نہیں۔ افسوس کہ جیسا حق شناخت کا ہے اس کے مرتبہ کو شناخت نہیں کیا گیا۔ وہ توحید جو دُنیا سے گُم ہو چکی تھی وہی ایک پہلوان ہے جو دوبارہ اس کو دُنیا میں لایا۔ اس نے خدا سے اِنتہائی درجہ پر محبّت کی اور انتہائی درجہ پر بنی نوع کی ہمدردی میں اس کی جان گداز ہوئی اِس لئے خدا نے جو اس کے دِل کے راز کا واقف تھا اس کو تمام انبیاء اور تمام اوّلین و آخرین پر فضیلت بخشی اور اس کی مرادیں اس کی زندگی میں اس کو دیں۔

(روحانی خزائن جلد ۲۲ حقیقت الوحی صفحہ ۱۱۸۔۱۱۹)

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء کے نام اپنے اندر جمع رکھتے ہیں کیونکہ وہ وجودِ پاک جامع کمالاتِ متفرقہ ہے۔ پس وہ موسیٰ بھی ہے اور عیسیٰ بھی اور آدم بھی اور ابراہیم بھی، اور یوسف بھی اور یعقوب بھی۔ اِسی کی طرف اللہ جلّ شانہ اشارہ فرماتا ہے فَبِھُدٰھُمُ اقْتَدِہْ یعنی اے رسول اللہ! تُو ان تمام ہدایاتِ متفرقہ کو اپنے وجود میں جمع کر لے جو ہر یک نبی خاص طور پر اپنے ساتھ رکھتا تھا۔ پس اِس سے ثابت ہے کہ تمام انبیاء کی شانیں آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں شامل تھیں اور درحقیقت محمد کا نام، صلّی اللہ علیہ وسلم، اِسی کی طرف اشارہ کرتا ہے کیونکہ محمد کے یہ معنی ہیں کہ بغایت تعریف کیا گیا اور غایت درجہ کی تعریف تبھی متصوّر ہوسکتی ہے کہ جب انبیاء کے تمام کمالاتِ متفرقہ اور صفاتِ خاصہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم میں جمع ہوں۔

(روحانی خزائن جلد ۵ آئینہ کمالاتِ اسلام صفحہ ۳۴۳)

مجھے سمجھایا گیا ہے کہ تمام رسولوں میں سے کامل تعلیم دینے والا اور اعلیٰ درجہ کی پاک اور پُر حِکمت تعلیم دینے والا اور انسانی کمالات کا اپنی زندگی کے ذریعہ سے اعلیٰ نمونہ دکھلانے والا صرف حضرت سیّدنا و مولانا محمد مصطفےٰ ﷺ ہیں۔

(روحانی خزائن جلد ۱۷ اربعین ۱ صفحہ ۳۴۵)

ہم جب اِنصاف کی نظر سے دیکھتے ہیں تو تمام سِلسلۂ نبوّت میں سے اعلیٰ درجہ کا جوانمرد نبی اور زندہ نبی اور خدا کا اعلیٰ درجہ کا پیارا نبی صرف ایک مرد کو جانتے ہیں یعنی وہی نبیوں کا سردار رسولوں کا فخر، تمام مُرسلوں کا سرتاج جس کا نام محمّد مصطفیٰ و احمد مجتبیٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم ہے۔

(روحانی خزائن جلد۱۲ سراج منیر صفحہ۸۲)

وہ جو عرب کے بیابانی ملک میں ایک عجیب ماجرا گزرا کہ لاکھوں مُردے تھوڑے دنوں میں زندہ ہو گئے اور پُشتوں کے بگڑے ہوئے الٰہی رنگ پکڑ گئے اور آنکھوں کے اَندھے بِینا ہوئے اور گونگوں کی زبان پر الٰہی معارف جاری ہوئے اور دُنیا میں یک دفعہ ایک ایسا اِنقلاب پَیدا ہوُا کہ نہ پہلے اِس سے کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سُنا۔ کُچھ جانتے ہو کہ وہ کیا تھا؟ وہ ایک فانی فی اللہ کی اندھیری راتوں کی دعائیں ہی تھیں جنہوں نے دُنیا میں شور مچا دیا اور وہ عجائب باتیں دکھلائیں کہ جو اس اُمّی بے کَس سے محالات کی طرح نظر آتی تھیں۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَ سَلِّم وَ بَارِک عَلَیہِ وَ اٰلِہٖ بِعَدَدِ ھَمِّہٖ وَ غَمِّہٖ وَ حُزنِہٖ لِھٰذِہِ الاُمَّةِ وَ اَنزِل عَلَیہِ اَنوَارَ رَحمَتِکَ اِلَی الاَبَدِ.

(روحانی خزائن جلد۶ برکات الدّعا صفحہ۱۰۔۱۱)

تمام آدم زادوں کے لئے اَب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر محمد مصطفٰے صلّی اللہ علیہ وسلّم۔ سو تم کوشش کرو کہ سچّی محبّت اس جاہ و جلال کے نبی کے ساتھ رکھو اور اس کے غیر کو اس پر کسی نَوع کی بڑائی مت دو تا آسمان پر تم نجات یافتہ لکھے جاؤ اور یاد رکھو کہ نجات وہ چیز نہیں جو مرنے کے بعد ظاہر ہو گی بلکہ حقیقی نجات وہ ہے کہ اِسی دُنیا میں اپنی روشنی دکھلاتی ہے۔ نجات یافتہ کون ہے؟ وہ جو یقین رکھتا ہے جو خدا سچّ ہے اور محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم اس میں اور تمام مخلوق میں درمیانی شفیع ہے اور آسمان کے نیچے نہ اس کے ہم مرتبہ کوئی اور رسول ہے اور نہ قرآن کے ہم رُتبہ کوئی اَور کتاب ہے۔ اور کسی کے لئے خدا نے نہ چاہا کہ وہ ہمیشہ زندہ رہے مگر یہ برگزیدہ نبی ہمیشہ کے لئے زندہ ہے۔

(روحانی خزائن جلد۱۹ کشتی نوح صفحہ۱۳۔۱۴)

واقعات آنحضرت خاتم الانبیاء صلّی اللہ علیہ وسلّم پر نظر کرنے سے یہ بات نہایت واضح اور نمایاں اور روشن ہے کہ آنحضرتؐ اعلیٰ درجہ کے یک رنگ اور صاف باطن اور خدا کے لئے جاں باز اور خلقت کے بیم و امّید سے بالکل مُنہ پھیرنے والے اور محض خدا پر توکّل کرنے والے تھے کہ جنہوں نے خدا کی خواہش اور مرضی میں محو اور فنا ہو کر اس بات

کی کچھ بھی پرواہ نہ کی کہ توحید کی منادی کرنے سے کیا کیا بَلا میرے سر پر آوے گی اور مُشرکوں کے ہاتھ سے کیا کچھ دُکھ اور دَرد اٹھانا ہوگا۔

(روحانی خزائن جلد ا براہین احمدیہ صفحہ ۱۱۱)

کیا یہ حیرت انگیز ماجرا نہیں کہ ایک بے زر، بے زور، بیکس، اُمّی، یتیم تنہا غریب ایسے زمانہ میں کہ جس میں ہر ایک قوم پوری پوری طاقت مالی اور فوجی اور علمی رکھتی تھی ایسی روشن تعلیم لایا کہ اپنی براہینِ قاطعہ اور حُججِ واضحہ سے سب کی زبان بند کر دی اور بڑے بڑے لوگوں کی جو حکیم بنے پھرتے تھے اور فیلسوف کہلاتے تھے فاش غلطیاں نکالیں اور پھر باوجود بیکسی اور غریبی کے زور بھی ایسا دکھایا کہ بادشاہوں کو تختوں سے گرادیا اور اُنہیں تختوں پر غریبوں کو بٹھایا۔ اگر یہ خدا کی تائید نہیں تھی تو اَور کیا تھی۔ کیا تمام دُنیا پر عقل اور علم اور طاقت اور زور میں غالب آجانا بغیر تائیدِ الٰہی کے بھی ہوا کرتا ہے۔

(روحانی خزائن جلد ا براہین احمدیہ صفحہ ۱۱۹)

خیال کرنا چاہیئے کہ کس استقلال سے آنحضرتؐ اپنے دعویٔ نبوّت پر باوجود پیدا ہو جانے ہزاروں خطرات اور کھڑے ہو جانے لاکھوں معاندوں اور مزاحموں اور ڈرانے والوں کے اوّل سے اخیر دَم تک ثابت اور قائم رہے برسوں تک وہ مصیبتیں دیکھیں اور وہ دُکھ اُٹھانے پڑے جو کامیابی سے بکلّی مایوس کرتے تھے اور روز بروز بڑھتے جاتے تھے کہ جن پر صبر کرنے سے کسی دنیوی مقصد کا حاصل ہو جانا وہم بھی نہیں گزرتا تھا بلکہ نبوّت کا دعوٰی کرنے سے از دست اپنی پہلی جمعیت کو بھی کھو بیٹھے اور ایک بات کہہ کر لاکھ تفرقہ خرید لیا اور ہزاروں بلاؤں کو اپنے سر پر بُلا لیا۔ وطن سے نکالے گئے۔ قتل کے لئے تعاقب کئے گئے۔ گھر اور اسباب تباہ اور برباد ہو گیا۔ بارہا زہر دی گئی اور جو خیر خواہ تھے بَدخواہ بن گئے اور جو دوست تھے وہ دشمنی کرنے لگے اور ایک زمانۂ دراز تک وہ تلخیاں اُٹھانی پڑیں کہ جن پر ثابت قدمی سے ٹھہرے رہنا کسی فریبی اور مکّار کا کام نہیں۔

(روحانی خزائن جلد ا براہین احمدیہ صفحہ ۱۰۸)

مصطفٰےؐ پر ترا بے حد ہو سلام اور رحمت — اس سے یہ نُور لیا بارِ خُدایا ہم نے
ربط ہے جانِ محمدؐ سے مِری جاں کو مدام — دِل کو وہ جام لبالب ہے پلایا ہم نے
اس سے بہتر نظر آیا نہ کوئی عالَم میں — لا جَرم غیروں سے دِل اپنا چُھڑایا ہم نے
شانِ حق تیرے شمائل میں نظر آتی ہے — تیرے پانے سے ہی اُس ذات کو پایا ہم نے

چُھو کے دامن ترا ہر دام سے ملتی ہے نجات
لا جرم دَر پہ ترے سر کو جُھکایا ہم نے

دِلبرا! مجھ کو قسم ہے تری یکتائی کی
آپ کو تیری محبت میں بُھلایا ہم نے

بخدا دِل سے مِرے مِٹ گئے سب غیروں کے نقش
جب سے دِل میں یہ ترا نقش جمایا ہم نے

ہم ہوئے خیرِ اُمم تجھ سے ہی اَے خیرِ رُسل
تیرے بڑھنے سے قدم آگے بڑھایا ہم نے

آدمی زاد تو کیا چیز فرشتے بھی تمام
مَدح میں تیری وہ گاتے ہیں جو گایا ہم نے

(روحانی خزائن جلد۵ آئینہ کمالاتِ اسلام صفحہ ۲۲۵۔۲۲۶)

اور میرے لئے اِس نعمت کا پانا ممکن نہ تھا اگر مَیں اپنے سیّد ومَولیٰ فخر الانبیاء اور خیر الورٰی حضرت محمد مصطفٰےﷺ کے راہوں کی پیروی نہ کرتا۔ سومَیں نے جو کچھ پایا اس پیروی سے پایا اور مَیں اپنے سچّے اور کامل علم سے جانتا ہوں کہ کوئی انسان بجز پیروی اس نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کے خدا تک نہیں پہنچ سکتا اور نہ معرفتِ کاملہ کا حِصّہ پاسکتا ہے۔ اور مَیں اِس جگہ یہ بھی بتلاتا ہوں کہ وہ کیا چیز ہے کہ سچّی اور کامل پیروی آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد سب باتوں سے پہلے دِل میں پَیدا ہوتی ہے۔ سو یاد رہے کہ وہ قلبِ سلیم ہے۔ یعنی دِل سے دُنیا کی محبّت نکل جاتی ہے اور دِل ایک اَبدی اور لازوال لذّت کا طالب ہوجاتا ہے۔ پھر بعد اس کے ایک مصفّٰی اور کامل محبّتِ الٰہی بباعث اس قلبِ سلیم کے حاصل ہوتی ہے اور یہ سب نعمتیں آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی پَیروی سے بطور وراثت ملتی ہیں۔

(روحانی خزائن جلد ۲۲ حقیقت الوحی صفحہ ۶۴، ۶۵)

وہ پیشوا ہمارا، جس سے ہے نور سارا
نام اس کا ہے محمدؐ، دِلبر مِرا یہی ہے

سب پاک ہیں پیمبر، اِک دوسرے سے بہتر
لیک از خدائے بَرتر خیر الورٰی یہی ہے

پہلوں سے خُوبتر ہے، خوبی میں اِک قمر ہے
اس پہ ہر اِک نظر ہے، بدرالدُّجیٰ یہی ہے

پہلے تو رہ میں ہارے، پار اس نے ہیں اتارے
مَیں جاؤں اسکے وارے بس ناخدا یہی ہے

وہ یارِ لامکانی، وہ دلبرِ نہانی
دیکھا ہے ہم نے اس سے بس رہنما یہی ہے

وہ آج شاہِ دیں ہے، وہ تاجِ مرسلیں ہے
وہ طیّب و امیں ہے، اس کی ثنا یہی ہے

آنکھ اس کی دُور بیں ہے، دِل یار سے قریں ہے
ہاتھوں میں شمعِ دیں ہے، عین الضیا یہی ہے

جو رازِ دیں تھے بھارے، اس نے بتائے سارے
دَولت کا دینے والا فرمانروا یہی ہے

اس نور پہ فدا ہوں اس کا ہی مَیں ہوٗا ہوں
وہ ہے مَیں چیز کیا ہوں، بس فیصلہ یہی ہے

(روحانی خزائن جلد ۲۰ قادیان کے آریہ اور ہم صفحہ ۴۵۶)

اِسی طرح حضرت داؤد علیہ السّلام نے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی جلالیّت وعظمت کا اقرار کر کے زبور پینتالیس میں یوں بیان کیا ہے۔(۲) تُو حُسن میں بنی آدم سے کہیں زیادہ ہے۔ تیرے لَبوں میں نعمت بتائی گئی ہے اِسی لئے خدا نے تجھ کو اَبد تک مبارک کیا۔(۳) اے پہلوان تُو جاہ وجلال سے اپنی تلوار حمائل کر کے اپنی ران پر لٹکا۔(۴) امانت اور حلم اور عدالت پر اپنی بزرگواری اور اقبال مندی سے سوار ہو۔

(روحانی خزائن جلد۲ سُرمہ چشم آریہ حاشیہ صفحہ ۲۸۱۔۲۸۲)

قرآنِ کریم

قرآن جواہرات کی تھیلی ہے اور لوگ اس سے بے خبر ہیں!

(ملفوظات جلد۲ صفحہ ۳۴۴)

قرآن کی وہ اعلیٰ شان ہے کہ ہر ایک شان سے بلند ہے۔ وہ حَکَم ہے یعنی فیصلہ کرنیوالا اور وہ مہیمن ہے یعنی تمام ہدایتوں کا مجموعہ ہے۔ اس نے تمام دلیلیں جمع کر دیں اور دشمنوں کی جمعیّت کو تتر بتر کر دیا اور وہ ایسی کتاب ہے کہ اس میں ہر چیز کی تفصِیل ہے اور اس میں آئندہ اور گزشتہ کی خبریں موجود ہیں اور باطل کو اس کی طرف رہ نہیں ہے، نہ آگے سے نہ پیچھے سے اور وہ خدا تعالیٰ کا نور ہے۔

(روحانی خزائن جلد ۱۶ خطبہ الہامیہ صفحہ ۱۰۳)

جاننا چاہیئے کہ کُھلا کُھلا اعجاز قرآن شریف کا جو ہر ایک قوم اور ہر یک اہلِ زبان پر روشن ہوسکتا ہے جس کو پیش کر کے ہم ہر یک ملک کے آدمی کو، خواہ ہندی ہو یا پارسی یا یوروپین یا امریکن یا کسی اَور ملک کا ہو، ملزم وساکت ولاجواب کر سکتے ہیں۔ وہ غیر محدود معارف وحقائق وعلومِ حِکمیہ قرآنیہ ہیں جو ہر زمانہ میں اس زمانہ کی حاجت کے موافق کُھلتے جاتے ہیں اور ہر یک زمانہ کے خیالات کا مقابلہ کرنے کے لئے مسلّح سپاہیوں کی طرح کھڑے ہیں۔ اگر قرآن شریف اپنے حقائق ودقائق کے لحاظ سے ایک محدود چیز ہوتی تو ہرگز وہ مُعجزہ تامّہ نہیں ٹھہر سکتا تھا۔

(روحانی خزائن جلد۳ ازالہ اَوہام حصّہ اوّل صفحہ ۲۵۵۔۲۵۶)

قرآن شریف ایسا معجزہ ہے کہ نہ وہ اوّل مثل ہوا اور نہ آخر کبھی ہوگا۔ اس کے فیوض وبرکات کا دَر ہمیشہ جاری ہے اور وہ ہر زمانہ میں اسی طرح نمایاں اور درخشاں ہے جیسا آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے وقت تھا۔ علاوہ اس کے

یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ ہر شخص کا کلام اس کی ہمّت کے موافق ہوتا ہے جس قدر اس کی ہمّت اور عزم اور مقاصد عالی ہوں گے اسی پایہ کا وہ کلام ہوگا۔ سو وحیِ الٰہی میں بھی وہی رنگ ہوگا۔ جس شخص کی طرف اس کی وحی آتی ہے جس قدر ہمّت بلند رکھنے والا وہ ہوگا اسی پایہ کا کلام اسے ملے گا۔ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ہمّت واستعداد اور عزم کا دائرہ چونکہ بہت ہی وسیع تھا اِس لئے آپؐ کو جو کلام ملا وہ بھی اس پایہ اور رُتبہ کا ہے کہ دوسرا کوئی شخص اس ہمّت اور حوصلہ کا کبھی پیدا نہ ہوگا۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ ۵۷)

ہم سچ سچ کہتے ہیں اور سچ کہنے سے کسی حالت میں رُک نہیں سکتے کہ اگر آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم آئے نہ ہوتے اور قرآن شریف جس کی تاثیریں ہمارے ائمہ اور اکابر قدیم سے دیکھتے آئے اور آج ہم دیکھ رہے ہیں، نازل نہ ہوُا ہوتا تو ہمارے لئے یہ امر بڑا ہی مشکل ہوتا کہ جو ہم فقط بائبل کے دیکھنے سے یقینی طور پر شناخت کر سکتے کہ حضرت موسیٰ اور حضرت مسیح اور دوسرے گذشتہ نبی فی الحقیقت اسی پاک اور مقدّس جماعت میں سے ہیں جن کو خدا نے اپنے لُطفِ خاص سے اپنی رسالت کے لئے چُن لیا ہے۔ یہ ہم کو فرقانِ مجید کا احسان ماننا چاہیئے جس نے اپنی روشنی ہر زمانہ میں آپ دکھلائی اور پھر اس کامل روشنی سے گذشتہ نبیوں کی صداقتیں بھی ہم پر ظاہر کر دیں اور یہ احسان نہ فقط ہم پر بلکہ آدم سے لے کر مسیح تک ان تمام نبیوں پر ہے کہ جو قرآن شریف سے پہلے گذر چکے۔

(روحانی خزائن جلد ا براہین احمدیہ حاشیہ در حاشیہ صفحہ ۲۹۰)

آج رُوئے زمین پر سب الہامی کتابوں میں سے ایک فرقانِ مجید ہی ہے کہ جس کا کلامِ الٰہی ہونا دلائلِ قطعیہ سے ثابت ہے۔ جس کے اصول نجات کے بالکل راستی اور وضع فطرتی پر مبنی ہیں۔ جس کے عقائد ایسے کامل اور مستحکم ہیں جو براہینِ قویّہ ان کی صداقت پر شاہد ناطق ہیں۔ جس کے احکام حق محض پر قائم ہیں۔ جس کی تعلیمات ہر یک طرح کی آمیزشِ شرک اور بدعت اور مخلوق پرستی سے بکلّی پاک ہیں۔ جس میں توحید اور تعظیمِ الٰہی اور کمالات حضرت عزّت کے ظاہر کرنے کے لئے اِنتہا کا جوش ہے جس میں یہ خوبی ہے کہ سراسر وحدانیّتِ جنابِ الٰہی سے بھرا ہوُا ہے اور کسی طرح کا دھبّہ، نقصان اور عیب اور نالائق صفات کا ذاتِ پاک حضرت باری پر نہیں لگاتا اور کسی اعتقاد کو زبردستی تسلیم نہیں کرانا چاہتا بلکہ جو تعلیم دیتا ہے اس کی صداقت کی وجوہات پہلے دکھلا لیتا ہے اور ہر ایک مطلب اور مدّعا کو حجج اور براہین سے ثابت کرتا ہے اور ہر یک اصول کی حقیّت پر دلائلِ واضح بیان کر کے مرتبۂ یقینِ کامل اور معرفتِ تام تک

پہنچاتا ہے اور جو جو خرابیاں اور ناپاکیاں اور خلل اور فساد لوگوں کے عقائد اور اعمال اور اقوال اور افعال میں پڑے ہوئے ہیں ان تمام مفاسد کو روشن براہین سے دُور کرتا ہے اور وہ تمام آداب سکھاتا ہے کہ جن کا جاننا انسان کو انسان بننے کے لئے نہایت ضروری ہے اور ہر یک فساد کی اسی زور سے مدافعت کرتا ہے کہ جس زور سے وہ آجکل پھیلا ہوا ہے۔ اس کی تعلیم نہایت مستقیم اور قوی اور سلیم ہے گویا احکامِ قدرتی کا ایک آئینہ ہے اور قانونِ فطرت کی ایک عکسی تصویر ہے اور بینائی دل اور بصیرتِ قلبی کے لئے ایک آفتاب چشم افروز ہے۔

(روحانی خزائن جلد ا براہین احمدیہ صفحہ ۸۱،۸۲)

نورِ فرقاں ہے جو سب نوروں سے اجلیٰ نکلا — پاک وہ جس سے یہ انوار کا دریا نکلا
حق کی توحید کا مُرجھا ہی چلا تھا پودا — ناگہاں غیب سے یہ چشمۂ اصفٰی نکلا
یا الٰہی تیرا فرقاں ہے کہ اِک عالَم ہے — جو ضروری تھا وہ سب اِس میں مہیّا نکلا
سب جہاں چھان چکے ساری دُکانیں دیکھیں — مئے عرفاں کا یہی ایک ہی شیشہ نکلا
کِس سے اِس نور کی ممکن ہو جہاں میں تشبیہ — وہ تو ہر بات میں ہر وصف میں یکتا نکلا
پہلے سمجھے تھے کہ موسیٰ کا عَصا ہے فرقاں — پھر جو سوچا تو ہر اِک لفظ مسیحا نکلا
ہے قصور اپنا ہی اَندھوں کا وَگرنہ یہ نور — ایسا چمکا ہے کہ صد نیّرِ بَیضا نکلا
زندگی ایسوں کی کیا خاک ہے اِس دُنیا میں — جن کا اِس نور کے ہوتے بھی دِل اَعمیٰ نکلا

(روحانی خزائن جلد ا براہین احمدیہ حصّہ سوم حاشیہ در حاشیہ صفحہ ۳۰۵،۳۰۶)

اے عزیزو! سُنو کہ بے قرآں — حق کو ملتا نہیں کبھی اِنساں
دِل میں ہر وقت نور بھرتا ہے — سینہ کو خوب صاف کرتا ہے
اس کے اَوصاف کیا کروں مَیں بیاں — وہ تو دیتا ہے جاں کو اَور اِک جاں
وہ تو چمکا ہے نیّرِ اکبر — اس سے انکار ہو سکے کیونکر
بحرِ حِکمت ہے وہ کلام تمام — عِشق حق کا پلا رہا ہے جام
درد مندوں کی ہے دَوا وہی ایک — ہے خدا سے خدانما وہی ایک
ہم نے پایا خورِہدیٰ وہی ایک — ہم نے دیکھا ہے دِلرُبا وہی ایک
اُس کے مُنکر جو بات کہتے ہیں — یُونہی اِک واہیات کہتے ہیں

(روحانی خزائن جلد ا براہین احمدیہ حصّہ سوم حاشیہ در حاشیہ صفحہ ۲۹۹،۳۰۰)

وحی والہام

جب خدا تعالیٰ اپنے بندہ کو کسی امرِ غیبی پر بعد دعا اس بندہ کے یا خود بخود مطّلع کرنا چاہتا ہے تو یک دفعہ ایک بیہوشی اور ربودگی اس پر طاری کر دیتا ہے جس سے وہ بالکل اپنی ہستی سے کھویا جاتا ہے اور ایسا اس بے خودی اور ربودگی اور بیہوشی میں ڈوبتا ہے جیسے کوئی پانی میں غوطہ مارتا ہے اور نیچے پانی کے چلا جاتا ہے۔ غرض جب بندہ اس حالتِ ربودگی سے کہ جو غوطے سے بہت ہی مشابہ ہے باہر آتا ہے تو اپنے اندر میں کچھ ایسا مشاہدہ کرتا ہے جیسے ایک گونج پڑی ہوئی ہوتی ہے اور جب وہ گونج کچھ فرو ہوتی ہے تو ناگہاں اس کو اپنے اندر سے ایک موزوں اور لطیف اور لذیذ کلام محسوس ہو جاتی ہے اور یہ غوطہ ربودگی کا ایک نہایت عجیب امر ہے جس کے عجائبات بیان کرنے کیلئے الفاظ کفایت نہیں کرتے۔ یہی حالت ہے جس سے ایک دریا معرفت کا انسان پر کُھل جاتا ہے کیونکہ جب بار بار دعا کرنے کے وقت خداوند تعالیٰ اِس حالتِ غوطہ اور ربودگی کو اپنے بندہ پر وارد کر کے اس کی ہر یک دعا کا اس کو ایک لطیف اور لذیذ کلام میں جواب دیتا ہے۔ اور ہر یک استفسار کی حالت میں وہ حقائق اس پر کھولتا ہے جن کا کُھلنا انسان کی طاقت سے باہر ہے۔ تو یہ امر اس کے لئے موجب مزید معرفت اور باعث عرفانِ کامل ہو جاتا ہے۔ بندہ کا دعا کرنا اور خدا کا اپنی الوہیّت کی تجلّی سے ہر یک دعا کا جواب دینا یہ ایک ایسا امر ہے کہ گویا اِسی عالَم میں بندہ اپنے خدا کو دیکھ لیتا ہے اور دونوں عالَم اس کیلئے بلا تفاوت یکساں ہو جاتے ہیں۔

(روحانی خزائن جلد ۱ براہین احمدیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۱ صفحہ ۲۶۰ تا ۲۶۲)

صورت پنجم الہام کی وہ ہے جس کا انسان کے قلب سے کچھ تعلق نہیں بلکہ ایک خارج سی آواز آتی ہے اور یہ آواز ایسی معلوم ہوتی ہے جیسے ایک پردہ کے پیچھے سے کوئی آدمی بولتا ہے مگر یہ آواز نہایت لذیذ اور شگفتہ اور کسی قدر سُرعت کے ساتھ ہوتی ہے اور دِل کو اس سے ایک لذّت پہنچتی ہے۔ انسان کسی قدر استغراق میں ہوتا ہے کہ یک دفعہ یہ آواز آجاتی ہے اور آواز سُن کر وہ حیران رہ جاتا ہے کہ کہاں سے یہ آواز آئی اور کس نے مجھ سے کلام کی اور حیرت زدہ کی طرح آگے پیچھے دیکھتا ہے پھر سمجھ جاتا ہے کہ کسی فرشتہ نے یہ آواز دی۔ اور یہ آواز خارجی اکثر اس حالت میں بطور بشارت آتی ہے کہ جب انسان کسی معاملے میں نہایت متفکر اور مغموم ہوتا ہے۔

(روحانی خزائن جلد ۱ براہین احمدیہ حاشیہ در حاشیہ صفحہ ۲۸۷)

یہی قانون ہے کہ جس کے پاس کچھ نور ہے اسی کو اَور نور بھی دیا جاتا ہے اور جس کے پاس کچھ نہیں اس کو کچھ نہیں دیا جاتا۔ جو شخص آنکھوں کا نور رکھتا ہے وہی آفتاب کا نور پاتا ہے اور جس کے پاس آنکھوں کا نور نہیں وہ آفتاب کے نور سے بھی بے بہرہ رہتا ہے اور جس کو فطرتی نور کم ملا ہے اس کو دوسرا نور بھی کم ہی ملتا ہے اور جس کو فطرتی نور زیادہ ملا ہے اس کو دوسرا نور بھی زیادہ ہی ملتا ہے۔

(روحانی خزائن جلد ۱ براہین احمدیہ حاشیہ صفحہ ۱۹۵، ۱۹۶)

خدائے تعالیٰ نے اپنے عجیب عالَم کو تین حصّہ پر منقسم کر رکھا ہے۔ (۱) عالَمِ ظاہر جو آنکھوں اور کانوں اور دیگر حواسِ ظاہری کے ذریعہ اور آلاتِ خارجی کے توسّل سے محسوس ہوسکتا ہے۔ (۲) عالَمِ باطن جو عقل اور قیاس کے ذریعہ سے سمجھ میں آ سکتا ہے (۳) عالَمِ باطن در باطن جو ایسا نازک اور لایُدرَک وفوق الخیالات عالَم ہے جو تھوڑے ہیں جو اس سے خبر رکھتے ہیں۔ وہ عالَمِ غیبِ محض ہے جس تک پہنچنے کے لئے عقلوں کو طاقت نہیں دی گئی مگر ظنّ محض۔ اور اس عالَم پر کشف اور وحی اور الہام کے ذریعہ سے اطلاع ملتی ہے اور نہ اور کسی ذریعہ سے۔ اور جیسی عادت اللہ بدیہی طور پر ثابت اور متحقّق ہے کہ اس نے ان دو پہلے عالَموں کے دریافت کرنے کے لئے جن کا اُوپر ذکر ہو چکا ہے انسان کو طرح طرح کے حواس و قوّتیں عنایت کی ہیں اسی طرح اس تیسرے عالَم کے دریافت کرنے کیلئے بھی اس فیاضِ مطلق نے انسان کے لئے ایک ذریعہ رکھا ہے اور وہ ذریعہ وحی اور الہام اور کشف ہے جو کسی زمانہ میں بکلّی بند اور موقوف نہیں رہ سکتا بلکہ اس کے شرائط بجالانے والے ہمیشہ اس کو پاتے رہے ہیں اور ہمیشہ پاتے رہیں گے۔

(روحانی خزائن جلد ۲ سُرمہ چشم آریہ حاشیہ صفحہ ۱۲۷، ۱۲۸)

ہمارے عقائد

ہمارے مذہب کا خلاصہ اور لُبِّ لُباب یہ ہے کہ **لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ** ہمارا اِعتقاد جو ہم اس دُنیوی زندگی میں رکھتے ہیں، جس کے ساتھ ہم بفضل و توفیق باری تعالیٰ اِس عالَمِ گذران سے کُوچ کریں گے یہ ہے کہ حضرت سیّدنا و مولانا محمد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم خاتم النّبیّین و خیر المرسلین ہیں جن کے ہاتھ سے اکمالِ دین ہو چکا اور وہ نعمت بمرتبۂ اِتمام پہنچ چکی جس کے ذریعہ سے انسان راہِ راست کو اختیار کر کے خدائے تعالیٰ تک پہنچ سکتا ہے، اور ہم پختہ یقین کے ساتھ اِس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ قرآن شریف خاتَم کتبِ سماوی ہے اور ایک شعشہ یا نقطہ اس کی

شرائع اور حدود اور اَحکام اور اَوامر سے زیادہ نہیں ہوسکتا اور نہ کم ہوسکتا ہے اور اب کوئی ایسی وحی یا ایسا الہام منجانب اللہ نہیں ہوسکتا جو احکامِ فرقانی کی ترمیم یا تنسیخ یا کسی ایک حکم کی تبدیل یا تغییر کرسکتا ہو۔ اگر کوئی ایسا خیال کرے تو وہ ہمارے نزدیک جماعتِ مومنین سے خارج اور مُلحِد اور کافر ہے۔

(روحانی خزائن جلد ۳ ازالہ اَوہام صفحہ ۱۶۹، ۱۷۰)

اور ہم اِس بات پر ایمان لاتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور سیّدنا حضرت محمد مصطفٰے صلّی اللہ علیہ وسلّم اس کے رسول اور خاتم الانبیاء ہیں۔ اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ ملائک حق اور حشرِ اَجساد حق اور روزِ حساب حق اور جنّت حق اور جہنّم حق ہے اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ جو کچھ اللہ جلّ شانہٗ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے اور جو کچھ ہمارے نبی صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے وہ سب بلحاظ بیان مذکورہ بالا حق ہے۔ اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ جو شخص اس شریعتِ اسلام میں سے ایک ذرّہ کم کرے یا ایک ذرّہ زیادہ کرے یا ترکِ فرائض اور اِباحت کی بنیاد ڈالے وہ بے ایمان اور اسلام سے برگشتہ ہے۔ اور ہم اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہیں کہ وہ سچے دِل سے اِس کلمہ طیّبہ پر ایمان رکھیں کہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ اور اسی پر مَریں۔ اور تمام انبیاء اور تمام کتابیں جن کی سچائی قرآن شریف سے ثابت ہے ان سب پر ایمان لاویں۔ اور صَوم اور صلوٰۃ اور زکوٰۃ اور حج اور خدا تعالیٰ اور اس کے رسول کے مقرر کردہ تمام فرائض کو فرائض سمجھ کر اور تمام منہیات کو منہیات سمجھ کر ٹھیک ٹھیک اسلام پر کار بند ہوں۔ غرض وہ تمام امور جن پر سلفِ صالحین کو اعتقادی اور عملی طور پر اجماع تھا اور وہ امور جو اہلسنّت کی اجماعی رائے سے اسلام کہلاتے ہیں ان سب کا ماننا فرض ہے۔ اور ہم آسمان اور زمین کو اِس بات پر گواہ کرتے ہیں کہ یہی ہمارا مذہب ہے۔

(روحانی خزائن جلد ۱۴ ایّام الصلح صفحہ ۳۲۳)

اے تمام وہ لوگو جو زمین پر رہتے ہو! اور اے تمام وہ اِنسانی رُوحو جو مشرق اور مغرب میں آباد ہو! مَیں پورے زور کے ساتھ آپ کو اِس طرف دعوت کرتا ہوں کہ اَب زمین پر سچّا مذہب صرف اِسلام ہے اور سچّا خدا بھی وہی خدا ہے جو قرآن نے بیان کیا ہے اور ہمیشہ کی روحانی زندگی والا نبی اور جلال اور تقدّس کے تخت پر بیٹھنے والا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

(روحانی خزائن جلد ۱۵ تریاق القلوب صفحہ ۱۴۱)

مقام حضرت مسیح موعود علیہ السّلام

خواب میں دیکھا کہ لوگ ایک مُحِی کو تلاش کرتے پھرتے ہیں اور ایک شخص اِس عاجز کے سامنے آیا اور اشارہ سے اس نے کہا **هٰذَا رَجُلٌ یُحِبُّ رَسُوْلَ الله** یعنی یہ وہ آدمی ہے جو رسول اللہ سے محبّت رکھتا ہے اور اِس قول سے یہ مطلب تھا کہ شرطِ اعظم اس عہدہ کی محبّتِ رسول ہے سو وہ اس شخص میں متحقّق ہے۔

(روحانی خزائن جلد ابراہین احمدیہ حاشیہ در حاشیہ صفحہ ۵۹۸)

دُنیا مجھے قبول نہیں کرسکتی کیونکہ مَیں دُنیا میں سے نہیں ہوں۔ مگر جن کی فطرت کو اس عالَم کا حصّہ دیا گیا ہے وہ مجھے قبول کرتے ہیں اور کریں گے۔ جو مجھے چھوڑتا ہے وہ اس کو چھوڑتا ہے۔ جس نے مجھے بھیجا ہے اور جو مجھ سے پیوند کرتا ہے وہ اُس سے کرتا ہے جس کی طرف سے مَیں آیا ہوں۔ میرے ہاتھ میں ایک چراغ ہے جو شخص میرے پاس آتا ہے ضرور وہ اس روشنی سے حصّہ لے گا مگر جو شخص وہم اور بدگمانی سے دُور بھاگتا ہے وہ ظلمت میں ڈال دیا جائے گا۔ اِس زمانہ کا حصنِ حصین مَیں ہوں جو مجھ میں داخل ہوتا ہے وہ چوروں اور قزاقوں اور درندوں سے اپنی جان بچائے گا۔

(روحانی خزائن جلد ۳ فتح اسلام صفحہ ۳۴)

مجھے اُس خدا کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ مجھے قرآن کے حقائق اور معارف کے سمجھنے میں ہر ایک رُوح پر غلبہ دیا گیا ہے۔ اور اگر کوئی مولوی مخالف میرے مقابل پر آتا جیسا کہ مَیں نے قرآنی تفسیر کے لئے بار بار ان کو بُلایا تو خدا اس کو ذلیل اور شرمندہ کرتا۔ سو فہمِ قرآن جو مجھ کو عطا کیا گیا یہ اللہ جلّ شانہٗ کا ایک نشان ہے۔ مَیں خدا کے فضل سے یقین رکھتا ہوں کہ عنقریب دُنیا دیکھے گی کہ مَیں اِس بیان میں سچّا ہوں۔

(روحانی خزائن جلد ۱۲ سراجِ منیر صفحہ ۴۱)

مَیں اکیلا نہیں وہ مولیٰ کریم میرے ساتھ ہے اور کوئی اُس سے بڑھ کر مجھ سے قریب تر نہیں۔ اُسی کے فضل سے مجھ کو یہ عاشقانہ رُوح ملی ہے کہ دُکھ اُٹھا کر بھی اس کے دین کیلئے خدمت بجالاؤں اور اسلامی مہمّات کو بشوق وصدق تمام تر انجام دوں۔ اِس کام پر اس نے آپ مجھے مامور کیا ہے اَب کسی کے کہنے سے مَیں رُک نہیں سکتا۔

(روحانی خزائن جلد ۵ آئینہ کمالاتِ اسلام صفحہ ۳۵)

ایک تقویٰ شعار آدمی کے لئے یہ کافی تھا کہ خدا نے مجھے مُفتریوں کی طرح ہلاک نہیں کیا بلکہ میرے ظاہر اور

باطن اور میرے جسم اور میری رُوح پر وہ اِحسان کئے جن کو مَیں شمار نہیں کر سکتا۔ مَیں جوان تھا جب خدا کی وحی اور الہام کا دعوٰی کیا اور اَب مَیں بُوڑھا ہو گیا اور ابتداء دعوٰی پر بیس برس سے بھی زیادہ عرصہ گزر گیا۔ بہت سے میرے دوست اور عزیز جو مجھ سے چھوٹے تھے فوت ہو گئے اور مجھے اُس نے عمرِ دراز بخشی اور ہر یک مشکل میں میرا مُتکفّل اور مُتوَلّی رہا۔ پس کیا ان لوگوں کے یہی نشان ہُوا کرتے ہیں کہ جو خدا تعالیٰ پر افترا باندھتے ہیں۔

(روحانی خزائن جلد ۱۱ انجامِ آتھم صفحہ ۵۰)

پاک جماعت کا قیام اور نصائح

اے میرے دوستو! جو میرے سلسلہ بیعت میں داخل ہو خدا ہمیں اور تمہیں ان باتوں کی توفیق دے جن سے وہ راضی ہو جائے۔ آج تم تھوڑے ہو اور تحقیر کی نظر سے دیکھے گئے ہو اور ایک ابتلاء کا وقت تم پر ہے اسی سُنّت اللہ کے موافق جو قدیم سے جاری ہے۔ ہر ایک طرف سے کوشش ہو گی کہ تم ٹھوکر کھاؤ اور تم ہر طرح سے ستائے جاؤ گے اور طرح طرح کی باتیں تمہیں سُننی پڑیں گی اور ہر یک جو تمہیں زبان یا ہاتھ سے دُکھ دے گا وہ خیال کرے گا کہ اسلام کی حمایت کر رہا ہے۔ اور کچھ آسمانی ابتلاء بھی تم پر آئیں گے تا تم ہر طرح سے آزمائے جاؤ۔ سو تم اِس وقت سُن رکھو کہ تمہارے فتح مند اور غالب ہو جانے کی یہ راہ نہیں کہ تم اپنی خشک منطق سے کام لو یا تمسخر کے مقابل پر تمسخر کی باتیں کرو یا گالی کے مقابل پر گالی دو۔ کیونکہ اگر تم نے یہی راہیں اختیار کیں تو تمہارے دِل سخت ہو جائیں گے اور تم میں صرف باتیں ہی باتیں ہوں گی جن سے خدا تعالیٰ نفرت کرتا ہے اور کراہت کی نظر سے دیکھتا ہے۔ سو تم ایسا نہ کرو کہ اپنے پر دو لعنتیں جمع کر لو ایک خلقت کی اور دوسری خدا کی بھی۔

(روحانی خزائن جلد ۳ ازالہ اَوہام صفحہ ۵۴۶، ۵۴۷)

یہ مت خیال کرو کہ خدا تمہیں ضائع کر دے گا۔ تم خدا کے ہاتھ کا ایک بیج ہو جو زمین میں بویا گیا خدا فرماتا ہے کہ یہ بیج بڑھے گا اور پُھولے گا اور ہر ایک طرف سے اس کی شاخیں نکلیں گی اور ایک بڑا درخت ہو جائے گا۔ پس مبارک وہ جو خدا کی بات پر ایمان رکھے اور درمیان میں آنے والے ابتلاؤں سے نہ ڈرے کیونکہ ابتلاؤں کا آنا بھی ضروری ہے تا خدا تمہاری آزمائش کرے کہ کون اپنے دعوٰئ بیعت میں صادق اور کون کاذب ہے۔ وہ جو کسی ابتلاء سے لغزش کھائے گا وہ کچھ بھی خدا کا نقصان نہیں کرے گا اور بدبختی اسکو جہنّم تک پہنچائے گی۔ اگر وہ پیدا نہ ہوتا تو اس کے لئے

اچھا تھا۔مگر وہ سب لوگ جو اخیر تک صبر کریں گے اوران پر مصائب کے زلزلے آئیں گے اور حوادث کی آندھیاں چلیں گی اور قومیں ہنسی اور ٹھٹھا کریں گی اور دُنیا ان سے سخت کراہت کے ساتھ پیش آئے گی وہ آخر فتحیاب ہوں گے اور برکتوں کے دروازے ان پر کھولے جائیں گے۔

خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ مَیں اپنی جماعت کو اطلاع دوں کہ جو لوگ ایمان لائے ایسا ایمان جو اس کے ساتھ دُنیا کی ملونی نہیں اور وہ ایمان نفاق یا بُزدلی سے آلودہ نہیں اور وہ ایمان اطاعت کے کسی درجہ سے محروم نہیں ایسے لوگ خدا کے پسندیدہ لوگ ہیں۔اور خدا فرماتا ہے کہ وہی ہیں جن کا قدم صدق کا قدم ہے۔

(روحانی خزائن جلد ۲۰ الوصیّت صفحہ ۳۰۹)

ناانصافی پر ضِد کر کے سچّائی کا خون نہ کرو۔حق کو قبول کرلو اگرچہ ایک بچّہ سے،اور اگر مخالف کی طرف حق پاؤ تو پھر فی الفور اپنی خشک منطق کو چھوڑ دو۔سچ پر ٹھہر جاؤ اور سچّی گواہی دو۔جیسا کہ اللہ جلّ شانہٗ فرماتا ہے:۔

فَا جتَنِبُو ا ا لرِّجسِ مِنَ الاَ و ثَانِ وَ اجتَنِبُو ا قَولَ الزُّورِ

یعنی بتوں کی پلیدی سے بچو اور جُھوٹ سے بھی کہ وہ بُت سے کم نہیں۔جو چیز قبلۂ حق سے تمہارا مُنہ پھیرتی ہے وہی تمہاری راہ میں بُت ہے۔سچّی گواہی دو اگرچہ تمہارے باپوں یا بھائیوں یا دوستوں پر ہو۔چاہیئے کہ کوئی عداوت بھی تمہیں انصاف سے مانع نہ ہو۔باہم بُخل اور کینہ اور حسد اور بُغض اور بے مہری چھوڑ دو اور ایک ہو جاؤ۔قرآن شریف کے بڑے حکم دو ہی ہیں ایک توحید و محبّت و اطاعتِ باری عزّ اسمہٗ۔دوسری ہمدردی اپنے بھائیوں اور اپنے بنی نوع کی۔

(روحانی خزائن جلد ۳ ازالہ اَوہام صفحہ ۵۵۰)

سچّائی اختیار کرو۔سچّائی اختیار کرو کہ وہ دیکھ رہا ہے کہ تمہارے دل کیسے ہیں۔کیا انسان اس کو بھی دھوکا دے سکتا ہے۔کیا اس کے آگے بھی مکّاریاں پیش جاتی ہیں۔

(روحانی خزائن جلد ۳ ازالہ اَوہام صفحہ ۵۴۹)

سوائے وَے تمام لوگو! جو اپنے تئیں میری جماعت شمار کرتے ہو آسمان پر تم اس وقت میری جماعت شمار کئے جاؤ گے جب سچ مُچ تقوٰی کی راہوں پر قدم مارو گے۔سو اپنی پنجوقتہ نمازوں کو ایسے خوف اور حضور سے ادا کرو کہ گویا تم خدا تعالیٰ کو دیکھتے ہو اور اپنے روزوں کو خدا کے لئے صدق کے ساتھ پورے کرو۔ہر ایک جو زکوٰۃ کے لائق ہے وہ زکوٰۃ دے اور جس پر حج فرض ہو چکا ہے اور کوئی مانع نہیں وہ حج کرے۔نیکی کو سنوار کر ادا کرو اور بدی کو بیزار ہو کر ترک کرو۔

یقیناًیاد رکھو کہ کوئی عمل خدا تک نہیں پہنچ سکتا جو تقویٰ سے خالی ہو۔ ہر ایک نیکی کی جڑ تقویٰ ہے جس عمل میں یہ جڑ ضائع نہیں ہوگی وہ عمل بھی ضائع نہیں ہوگا۔ضرور ہے کہ انواع رنج و مصیبت سے تمہارا امتحان بھی ہو جیسا کہ پہلے مومنوں کے امتحان ہوئے۔سو خبردار رہو ایسا نہ ہو کہ ٹھوکر کھاؤ۔زمین تمہارا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکتی اگر تمہارا آسمان سے پختہ تعلق ہے۔جب کبھی تم اپنا نقصان کروگے تو اپنے ہاتھوں سے نہ دشمن کے ہاتھوں سے۔اگر تمہاری زمینی عزّت ساری جاتی رہے تو خدا تمہیں ایک لازوال عزّت آسمان پر دے گا سو تم اس کو مت چھوڑو۔اور ضرور ہے کہ تم دُکھ دئے جاؤ اور اپنی کئی امّیدوں سے بے نصیب کئے جاؤ۔سو ان صورتوں سے تم دلگیر مت ہو کیونکہ تمہارا خدا تمہیں آزماتا ہے کہ تم اس کی راہ میں ثابت قدم ہو یا نہیں۔اگر تم چاہتے ہو کہ آسمان پر فرشتے بھی تمہاری تعریف کریں تو تم ماریں کھاؤ اور خوش رہو اور گالیاں سُنو اور شکر کرو اور ناکامیاں دیکھو اور پیوند مت توڑو۔تم خدا کی آخری جماعت ہو سو وہ نیک عمل دکھلاؤ جو اپنے کمال میں انتہائی درجہ پر ہو۔

(روحانی خزائن جلد۱۹ کشتی نوح صفحہ۱۵)

تم اگر چاہتے ہو کہ آسمان پر تم سے خدا راضی ہو تو تم باہم ایسے ایک ہو جاؤ جیسے ایک پیٹ میں سے دو بھائی۔ تم میں سے زیادہ بزرگ وہی ہے جو زیادہ اپنے بھائی کے گناہ بخشتا ہے اور بد بخت ہے وہ جو ضِد کرتا ہے اور نہیں بخشتا سو اس کا مجھ میں حصّہ نہیں۔خدا کی لعنت سے بہت خائف رہو کہ وہ قدّوس اور غیّور ہے۔بدکار خدا کا قُرب حاصل نہیں کرسکتا۔متکبّر اس کا قُرب حاصل نہیں کرسکتا۔ظالم اس کا قُرب حاصل نہیں کرسکتا۔خائن اس کا قُرب حاصل نہیں کرسکتا۔اور ہر ایک جو اس کے نام کے لئے غیرت مند نہیں اس کا قُرب حاصل نہیں کرسکتا۔وہ جو دُنیا پر کُتّوں یا چیونٹیوں یا گِدّوں کی طرح گرتے ہیں اور دُنیا سے آرام یافتہ ہیں وہ اس کا قُرب حاصل نہیں کر سکتے ہر ایک ناپاک آنکھ اس سے دُور ہے۔ہر ایک ناپاک دل اس سے بے خبر ہے۔وہ جو اس کے لئے آگ میں ہے وہ آگ سے نجات دیا جائے گا۔وہ جو اس کے لئے روتا ہے وہ ہنسے گا۔وہ جو اس کے لئے دُنیا سے توڑتا ہے وہ اس کو ملے گا۔تم سچے دل سے اور پورے صدق سے اور سرگرمی کے قدم سے خدا کے دوست بنو تا وہ بھی تمہارا دوست بن جائے۔تم ماتحتوں پر اور اپنی بیویوں پر اور اپنے غریب بھائیوں پر رحم کرو تا آسمان پر تم پر بھی رحم ہو۔تم سچ مُچ اس کے ہو جاؤ تا وہ بھی تمہارا ہو جاوے۔

(روحانی خزائن جلد۱۹ کشتی نوح صفحہ۱۲۔۱۳)

مَیں اپنی جماعت کو نصیحت کرتا ہوں کہ تکبّر سے بچو کیونکہ تکبّر ہمارے خداوندِ ذوالجلال کی آنکھوں میں سخت مکروہ ہے مگر تم شاید نہیں سمجھو گے کہ تکبّر کیا چیز ہے پس مجھ سے سمجھ لو کہ مَیں خدا کی رُوح سے بولتا ہوں۔

ہر ایک شخص جو اپنے بھائی کو اِس لئے حقیر جانتا ہے کہ وہ اس سے زیادہ عالم یا زیادہ عقلمند یا زیادہ ہُنر مند ہے وہ متکبّر ہے کیونکہ وہ خدا کو سرچشمہ عقل اور علم کا نہیں سمجھتا اور اپنے تئیں کچھ چیز قرار دیتا ہے۔ کیا خدا قادر نہیں کہ اس کو دیوانہ کر دے اور اس کے اس بھائی کو جس کو وہ چھوٹا سمجھتا ہے اس سے بہتر عقل اور علم اور ہُنر دے دے۔ ایسا ہی وہ شخص جو اپنے کسی مال یا جاہ وحشمت کا تصوّر کر کے اپنے بھائی کو حقیر سمجھتا ہے وہ بھی متکبّر ہے کیونکہ وہ اِس بات کو بھول گیا ہے کہ یہ جاہ وحشمت خدا نے ہی اس کو دی تھی اور وہ اندھا ہے اور وہ نہیں جانتا کہ وہ خدا قادر ہے کہ اس پر ایک ایسی گردش نازل کرے کہ وہ ایک دَم میں اَسفل السّافلین میں جا پڑے اور اس کے اس بھائی کو جس کو وہ حقیر سمجھتا ہے اس سے بہتر مال ودَولت عطا کر دے۔ ایسا ہی وہ شخص جو اپنی صحتِ بدنی پر غرور کرتا ہے یا اپنے حُسن اور جمال اور قوّت اور طاقت پر نازاں ہے اور اپنے بھائی کا ٹھٹھے اور استہزاء سے حقارت آمیز نام رکھتا ہے اور اس کے بَدنی عیوب لوگوں کو سُناتا ہے وہ بھی متکبّر ہے اور وہ اس خدا سے بے خبر ہے کہ ایک دَم میں اس پر ایسے بَدنی عیوب نازل کرے کہ اس بھائی سے اس کو بَدتر کر دے۔

(روحانی خزائن جلد ۱۸ نزول المسیح صفحہ ۴۰۲)

بدظنّی ایک سخت بلا ہے جو ایمان کو ایسی جلدی جَلا دیتی ہے جیسا کہ آتشِ سوزاں خس وخاشاک کو اور وہ جو خدا کے مرسلوں پر بَدظنّی کرتا ہے خدا اس کا خود دشمن ہو جاتا ہے اور اس کی جنگ کے لئے کھڑا ہوتا ہے اور وہ اپنے برگزیدوں کے لئے اِس قدر غیرت رکھتا ہے جو کسی میں اس کی نظیر نہیں پائی جاتی۔ میرے پر جب طرح طرح کے حملے ہوئے تو وہی خدا کی غیرت میرے لئے برافروختہ ہوئی۔

(روحانی خزائن جلد ۲۰ الوصیّت صفحہ ۳۱۷ حاشیہ)

مَیں سچ کہتا ہوں کہ بدظنّی بہت ہی بُری بَلا ہے جو انسان کے ایمان کو تباہ کر دیتی ہے اور صدق اور راستی سے دُور پھینک دیتی ہے اور دوستوں کو دشمن بنا دیتی ہے۔ صدّیقوں کے کمال حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ انسان بدظنّی سے بہت ہی بچے اور اگر کسی کی نسبت کوئی سُوءِ ظنّ پیدا ہو تو کثرت کے ساتھ اِستغفار کرے اور خدا تعالیٰ سے دعائیں کرے تا کہ اس معصیّت اور اس کے بُرے نتیجہ سے بچ جاوے جو اس بدظنّی کے پیچھے آنے والا ہے اس کو کبھی

معمولی چیز نہیں سمجھنا چاہیئے ۔ یہ بہت ہی خطرناک بیماری ہے جس سے انسان بہت جلد ہلاک ہو جاتا ہے۔

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۳۷۲)

اور چاہیئے کہ تم بھی ہمدردی اور اپنے نفسوں کے پاک کرنے سے رُوح القدس سے حصّہ لو کہ بجز رُوح القدس کے حقیقی تقوٰی حاصل نہیں ہو سکتی اور نفسانی جذبات کو بکلّی چھوڑ کر خدا کی رضا کے لئے وہ راہ اختیار کرو جو اس سے زیادہ کوئی راہ تنگ نہ ہو۔ دُنیا کی لذّتوں پر فریفتہ مت ہو کہ وہ خدا سے جُدا کرتی ہیں اور خدا کے لئے تلخی کی زندگی اختیار کرو وہ درد جس سے خدا راضی ہو اُس لذّت سے بہتر ہے جس سے خدا ناراض ہو جائے اور وہ شکست جس سے خدا راضی ہو اُس فتح سے بہتر ہے جو موجبِ غضبِ الٰہی ہو۔ اس محبّت کو چھوڑ دو جو خدا کے غضب کے قریب کرے۔ اگر تم صاف دِل ہو کر اسکی طرف آ جاؤ تو ہر ایک راہ میں وہ تمہاری مدد کرے گا اور کوئی دشمن تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔

(روحانی خزائن جلد ۲۰ الوصیّت صفحہ ۳۰۷)

لباس التّقوٰی قرآن شریف کا لفظ ہے۔ یہ اِس بات کی طرف اشارہ ہے کہ روحانی خوبصورتی اور روحانی زینت تقوٰی سے ہی پیدا ہوتی ہے اور تقوٰی یہ ہے کہ انسان خدا کی تمام امانتوں اور ایمانی عہد اور ایسا ہی مخلوق کی تمام امانتوں اور عہد کی حتّی الوسع رعایت رکھے یعنی ان کے دقیق در دقیق پہلوؤں پر تابمقدور کاربند ہو جائے۔

(روحانی خزائن جلد ۲۱ براہین احمدیہ حصّہ پنجم صفحہ ۲۱۰)

انجامِ سِلسلہ

مَیں بڑے دعوٰی اور استقلال سے کہتا ہوں کہ مَیں سچ پر ہوں اور خدا تعالیٰ کے فضل سے اِس میدان میں میری ہی فتح ہے اور جہاں تک مَیں دُور بین نظر سے کام لیتا ہوں تمام دُنیا اپنی سچائی کے تحتِ اَقدام دیکھتا ہوں۔ اور قریب ہے کہ مَیں ایک عظیم الشّان فتح پاؤں کیونکہ میری زبان کی تائید میں ایک اَور زبان بول رہی ہے اور میرے ہاتھ کی تقویّت کے لئے ایک اَور ہاتھ چل رہا ہے جس کو دُنیا نہیں دیکھتی مگر مَیں دیکھ رہا ہوں۔ میرے اندر ایک آسمانی رُوح بول رہی ہے جو میرے لفظ لفظ اور حَرف حَرف کو زندگی بخشتی ہے اور آسمان پر ایک جوش اور اُبال پَیدا ہؤا ہے جس نے ایک پُتلی کی طرح اِس مُشتِ خاک کو کھڑا کر دیا ہے۔ ہر یک وہ شخص جس پر توبہ کا دروازہ بند نہیں عنقریب دیکھ لے گا کہ مَیں اپنی طرف سے نہیں ہوں۔ کیا وہ آنکھیں بینا ہیں جو صادق کو شناخت نہیں کر سکتیں۔ کیا وہ بھی زندہ ہے جس کو

اِس آسمانی صَدا کا اِحساس نہیں۔

(روحانی خزائن جلد۳ ازالہ اَوہام صفحہ ۴۰۳)

یقیناً سمجھو کہ یہ خدا کے ہاتھ کا لگایا ہوٗا پوَدا ہے خدا اِس کو ہرگز ضائع نہیں کریگا۔ وہ راضی نہیں ہوگا جب تک کہ اِس کو کمال تک نہ پہنچا دے۔ اور وہ اِس کی آبپاشی کرے گا اور اِس کے گرد احاطہ بنائے گا اور تعجّب انگیز ترقیّات دے گا۔ کیا تم نے کچھ کم زور لگایا۔ پس اگر یہ انسان کا کام ہوتا تو کبھی کا یہ درخت کاٹا جاتا اور اِس کا نام ونشان باقی نہ رہتا۔

(روحانی خزائن جلد ۱۱ انجام آتھم صفحہ ٦۴)

آخری فتح

زمین کے لوگ خیال کرتے ہوں گے کہ شاید انجام کار عیسائی مذہب دُنیا میں پھیل جائے یا بدھ مذہب تمام دُنیا پر حاوی ہو جائے مگر وہ اِس خیال میں غلطی پر ہیں۔ یاد رہے کہ زمین پر کوئی بات ظہور میں نہیں آتی جب تک وہ بات آسمان پر قرار نہ پائے۔ سو آسمان کا خدا مجھے بتلاتا ہے کہ آخر کار اسلام کا مذہب دلوں کو فتح کرے گا۔

(روحانی خزائن جلد ۲۱ براہین احمدیہ حصّہ پنجم صفحہ ۴۲۷)

رُوح

غور سے معلوم ہوتا ہے کہ رُوح کی ماں جسم ہی ہے۔ حاملہ عورتوں کے پیٹ میں رُوح کبھی اُوپر سے نہیں گرتی بلکہ وہ ایک نور ہے جو نطفہ میں ہی پوشیدہ طور پر مخفی ہوتا ہے اور جسم کی نشوونما کے ساتھ چمکتا جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ کا پاک کلام ہمیں سمجھاتا ہے کہ رُوح اس قالب میں سے ہی ظہور پذیر ہو جاتی ہے جو نطفہ سے رِحم میں تیار ہوتا ہے جیسا کہ وہ قرآن شریف میں فرماتا ہے:۔

ثُمَّ اَنشَا نہُ خَلقاً ا خَرَ ط فَتبٰرَکَ اللہُ اَحسَنُ الخَا لِقِینَ

یعنی پھر ہم اس جسم کو جو رِحم میں تیار ہوٗا تھا ایک اَور پَیدائش کے رنگ میں لاتے ہیں اور ایک اَور خلقت اس کی ظاہر کرتے ہیں جو رُوح کے نام سے موسُوم ہے اور خُدا بہت برکتوں والا ہے اور ایسا خالق ہے جو کوئی اس کے برابر نہیں۔

(روحانی خزائن جلد ۱۰ اِسلامی اصول کی فلاسفی صفحہ ۳۲۱)

جیسا کہ کوئی باغ بغیر پانی کے سرسبز نہیں رہ سکتا ایسا ہی کوئی ایمان بغیر نیک کاموں کے زندہ ایمان نہیں کہلا سکتا۔

اگر ایمان ہو اور اعمال نہ ہوں تو وہ ایمان ہیچ ہے اور اگر اعمال ہوں اور ایمان نہ ہو تو وہ اعمال ریا کاری ہیں۔ اِسلامی بہشت کی یہی حقیقت ہے کہ وہ اِس دُنیا کے ایمان اور عمل کا ایک ظِلّ ہے وہ کوئی نئی چیز نہیں جو باہر سے آکر انسان کو ملے گی بلکہ انسان کی بہشت انسان کے اندر ہی سے نکلتی ہے اور ہر ایک کی بہشت اسی کا ایمان اور اسی کے اعمالِ صالحہ ہیں جن کی اِسی دُنیا میں لذّت شروع ہو جاتی ہے۔

(روحانی خزائن جلد ۱۰ اِسلامی اصول کی فلاسفی صفحہ ۳۹۰)

حیات بَعد الموت

اِسلام میں یہ نہایت اعلیٰ درجہ کی فلاسفی ہے کہ ہر ایک کو قبر میں ہی ایسا جسم مِل جاتا ہے کہ جو لذّت اور عذاب کے اِدراک کرنے کے لئے ضروری ہوتا ہے۔ ہم ٹھیک ٹھیک نہیں کہہ سکتے کہ وہ جسم کس مادہ سے تیار ہوتا ہے کیونکہ یہ فانی جسم تو کالعدم ہو جاتا ہے اور نہ کوئی مشاہدہ کرتا ہے کہ درحقیقت یہی جسم قبر میں زندہ ہوتا ہے اِس لئے کہ بسا اَوقات یہ جسم جلایا بھی جاتا ہے اور عجائب گھروں میں لاشیں بھی رکھی جاتی ہیں اور مدّتوں تک قبر سے باہر بھی رکھا جاتا ہے۔ اگر یہی جسم زندہ ہو جایا کرتا تو البتہ لوگ اس کو دیکھتے مگر بایں ہمہ قُرآن سے زندہ ہو جانا ثابت ہے لہٰذا یہ ماننا پڑتا ہے کہ کسی اَور جسم کے ذریعہ سے جس کو ہم نہیں دیکھتے اِنسان کو زندہ کیا جاتا ہے اور غالبًا وہ جسم اسی جسم کے لطائف جوہر سے بنتا ہے تب جسم ملنے کے بعد انسانی قوٰی بحال ہوتے ہیں۔ اور یہ دوسرا جسم چونکہ پہلے جسم کی نسبت نہایت لطیف ہوتا ہے اِس لئے اس پر مکاشفات کا دروازہ نہایت وسیع طور پر کُھلتا ہے۔

(روحانی خزائن جلد ۱۳ کتاب البریّہ صفحہ ۷۰، ۷۱)

مذاہبِ عالَم

منجملہ ان اصولوں کے جن پر مجھے قائم کیا گیا ہے ایک یہ ہے کہ خدا نے مجھے اطلاع دی ہے کہ دُنیا میں جس قدر نبیوں کی معرفت مذہب پھیل گئے ہیں اور استحکام پکڑ گئے ہیں اور ایک حصّہ دُنیا پر محیط ہو گئے ہیں اور ایک عمر پا گئے ہیں اور ایک زمانہ ان پر گزر گیا ہے اور ان میں سے کوئی مذہب بھی اپنی اصلیّت کی رُو سے جھوٹا نہیں اور نہ ان نبیوں میں سے کوئی نبی جھوٹا ہے۔

(روحانی خزائن جلد ۱۲ تحفہ قیصریہ صفحہ ۲۵۶)

یہ اصول نہایت پیارا اور امن بخش اور صلح کاری کی بنیاد ڈالنے والا اور اخلاقی حالتوں کو مدد دینے والا ہے کہ ہم ان

تمام نبیوں کو سچّا سمجھ لیں جو دُنیا میں آئے۔خواہ ہند میں ظاہر ہوئے یا فارس میں یا چین میں یا کسی اَور ملک میں۔اور خُدا نے کروڑ ہا دلوں میں ان کی عزّت اور عظمت بٹھا دی۔اور ان کے مذہب کی جڑ قائم کر دی۔

(روحانی خزائن جلد۱۲ تحفہ قیصریہ صفحہ ۲۵۹)

گناہ

گناہ درحقیقت ایک ایسا زہر ہے جو اُس وقت پیدا ہوتا ہے کہ جب انسان خدا کی اطاعت اور خدا کی پُر جوش محبّت اور محبّانہ یادِ الٰہی سے محروم اور بے نصیب ہو اور جیسا کہ ایک درخت جب زمین سے اُکھڑ جائے اور پانی چُوسنے کے قابل نہ رہے تو وہ دن بدن خشک ہونے لگتا ہے اور اس کی تمام سرسبزی برباد ہو جاتی ہے۔یہی حال اُس انسان کا ہوتا ہے جس کا دِل خدا کی محبّت سے اُکھڑا ہوا ہوتا ہے۔پس خشکی کی طرح گناہ اس پر غلبہ کرتا ہے۔سو اس خشکی کا علاج خدا کے قانونِ قدرت میں تین طور سے ہے (۱) ایک محبّت (۲) استغفار جس کے معنی ہیں دبانے اور ڈھانکنے کی خواہش۔کیونکہ جب تک مٹی میں درخت کی جڑ جمی رہے تب تک وہ سرسبزی کا امّیدوار ہوتا ہے۔(۳) تیسرا علاج توبہ ہے۔یعنی زندگی کا پانی کھینچنے کے لئے تذلّل کے ساتھ خدا کی طرف پھرنا اور اس سے اپنے تئیں نزدیک کرنا اور معصیت کے حجاب سے اعمال صالحہ کے ساتھ اپنے تئیں باہر نکالنا۔اور توبہ صرف زبان سے نہیں ہے بلکہ توبہ کا کمال اعمالِ صالحہ کے ساتھ ہے۔تمام نیکیاں توبہ کی تکمیل کے لئے ہیں۔

(روحانی خزائن جلد۱۲ سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب صفحہ ۳۲۸)

نجات

وہ مسئلہ جو انجیل میں نجات کے بارہ میں بیان کیا گیا ہے یعنی حضرت عیسٰی علیہ السّلام کا مصلوب ہونا اور کفّارہ۔اِس تعلیم کو قرآن شریف نے قبول نہیں کیا اور اگرچہ حضرت عیسٰی علیہ السّلام کو قرآن شریف ایک برگزیدہ نبی مانتا ہے اور خدا کا پیارا اور مقرّب اور وَجِیہ قرار دیتا ہے لیکن اس کو محض انسان بیان فرماتا ہے اور نجات کے لئے اِس امر کو ضروری نہیں جانتا کہ ایک گناہ گار کا بوجھ کسی بے گناہ پر ڈال دیا جائے اور عقل بھی تسلیم نہیں کرتی کہ گناہ تو زید کرے اور بکر پکڑا جائے۔اِس مسئلہ پر تو انسانی گورنمنٹوں نے بھی عمل نہیں کیا۔افسوس کہ نجات کے بارہ میں جیسا کہ عیسائی صاحبوں نے غلطی کی ہے ایسا ہی آریہ صاحبوں نے بھی اس غلطی سے حصّہ لیا ہے اور اصل حقیقت کو بُھول گئے ہیں

کیونکہ آریہ صاحبان کے عقیدہ کی رُو سے توبہ اور استغفار کچھ بھی چیز نہیں اور جب تک انسان ایک گناہ کے عوض وہ تمام جُونیں نہ بُھگت لے جو اس گناہ کی سزا مقرر ہے تب تک نجات غیر ممکن ہے۔

(روحانی خزائن جلد ۲۳ چشمہ معرفت صفحہ ۴۱۴)

جہاد

اِسلام نے کبھی جبر کا مسئلہ نہیں سکھایا۔ اگر قرآن شریف اور تمام حدیث کی کتابوں اور تاریخ کی کتابوں کو غور سے دیکھا جائے اور جہاں تک انسان کے لئے ممکن ہے تدبّر سے پڑھا یا سُنا جائے تو اس قدر وسعتِ معلومات کے بعد قطعی یقین کے ساتھ معلوم ہوگا کہ یہ اعتراض کہ گویا اسلام نے دین کو جبراً پھیلانے کے لئے تلوار اُٹھائی ہے نہایت بے بُنیاد اور قابلِ شرم الزام ہے اور یہ اُن لوگوں کا خیال ہے جنہوں نے تعصّب سے الگ ہو کر قرآن اور حدیث اور اسلام کی معتبر تاریخوں کو نہیں دیکھا بلکہ جُھوٹ اور بُہتان لگانے سے پُورا پُورا کام لیا ہے مگر مَیں جانتا ہوں کہ اَب وہ زمانہ قریب آتا جاتا ہے کہ راستی کے بُھوکے اور پیاسے ان بُہتانوں کی حقیقت پر مطّلع ہو جائیں گے۔ کیا اس مذہب کو ہم جبر کا مذہب کہہ سکتے ہیں جس کی کتاب قرآن میں صاف طور پر یہ ہدایت ہے کہ لَآ اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ یعنی دین میں داخل کرنے کے لئے جبر جائز نہیں۔ کیا ہم اس بزرگ نبیؐ کو جبر کا الزام دے سکتے ہیں جس نے مکّہ معظّمہ کے تیرہ برس میں اپنے تمام دوستوں کو دن رات یہی نصیحت دی کہ شر کا مقابلہ مت کرو اور صبر کرتے رہو۔ ہاں جب دشمنوں کی بدی حد سے گذر گئی اور دین اسلام کے مٹا دینے کے لئے تمام قوموں نے کوشش کی تو اُس وقت غیرتِ الٰہی نے تقاضا کیا کہ جو لوگ تلوار اُٹھاتے ہیں وہ تلوار ہی سے قتل کئے جائیں ورنہ قرآن شریف نے ہرگز جبر کی تعلیم نہیں دی۔ اگر جبر کی تعلیم ہوتی تو ہمارے نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کے اصحاب جبر کی تعلیم کی وجہ سے اِس لائق نہ ہوتے کہ امتحانوں کے موقع پر سچّے ایمانداروں کی طرح صدق دکھلا سکتے لیکن ہمارے سیّد و مولیٰ نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کے صحابہؓ کی وفاداری ایک ایسا امر ہے کہ اس کے اظہار کی ہمیں ضرورت نہیں۔ یہ بات کسی پر پوشیدہ نہیں کہ ان کے صدق اور وفاداری کے نمونے اس درجہ پر ظہور میں آئے کہ دوسری قوموں میں ان کی نظیر ملنا مشکل ہے۔ اس وفادار قوم نے تلواروں کے نیچے بھی اپنی وفاداری اور صدق کو نہیں چھوڑا بلکہ اپنے بزرگ اور پاک نبی کی رفاقت میں وہ صدق دکھلایا کہ کبھی انسان میں وہ صدق نہیں آ سکتا جب تک ایمان سے اس کا دِل اور سینہ منوّر نہ ہو۔ غرض اسلام میں جبر کو دخل نہیں۔

(روحانی خزائن جلد ۱۵ مسیح ہندوستان میں صفحہ ۱۱، ۱۲)

تمام سچّے مسلمان جو دُنیا میں گزرے کبھی ان کا یہ عقیدہ نہیں ہوا کہ اسلام کو تلوار سے پھیلانا چاہیئے بلکہ ہمیشہ اسلام اپنی ذاتی خوبیوں کی وجہ سے دُنیا میں پھیلا ہے۔ پس جو لوگ مسلمان کہلا کر صرف یہی بات جانتے ہیں کہ اسلام کو تلوار سے پھیلانا چاہیئے وہ اسلام کی ذاتی خوبیوں کے معترف نہیں ہیں۔

(روحانی خزائن جلد۱۵ تریاق القلوب حاشیہ صفحہ ۱۶۷)

دعا

جب اللہ تعالیٰ کا فضل قریب آتا ہے تو وہ دعا کی قبولیّت کے اسباب بہم پہنچا دیتا ہے۔ دل میں ایک رِقّت اور سوز و گداز پیدا ہو جاتا ہے۔ لیکن جب دعا کی قبولیّت کا وقت نہیں ہوتا تو دِل میں اطمینان اور رجوع پیدا نہیں ہوتا۔ طبیعت پر کتنا ہی زور ڈالو مگر طبیعت متوجّہ نہیں ہوتی۔ اِس کی وجہ یہ ہے کہ کبھی خدا تعالیٰ اپنی قضا و قدر منوانا چاہتا ہے اور کبھی دعا قبول کرتا ہے اِس لئے مَیں تو جب تک اِذنِ الٰہی کے آثار نہ پاؤں قبولیّت کی کم امّید کرتا ہوں اور اس کی قضا وقدر پر اس سے زیادہ خوشی کے ساتھ جو قبولیّتِ دعا میں ہوتی ہے راضی ہو جاتا ہوں کیونکہ اس رضا بالقضا کے ثمرات اور برکات اس سے بہت زیادہ ہیں۔

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۴۶۰)

ہَمدردی بنی نوعِ اِنسان

ہمارا یہ اصول ہے کہ کُل بنی نوع کی ہمدردی کرو۔ اگر ایک شخص ایک ہمسایہ ہندو کو دیکھتا ہے کہ اس کے گھر میں آگ لگ گئی اور یہ نہیں اُٹھتا کہ تا آگ بجھانے میں مدد دے تو مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ مجھ سے نہیں ہے۔ اگر ایک شخص ہمارے مریدوں میں سے دیکھتا ہے کہ ایک عیسائی کو کوئی قتل کرتا ہے اور وہ اس کے چھڑانے کے لئے مدد نہیں کرتا تو مَیں تمہیں بالکل درست کہتا ہوں کہ وہ ہم میں سے نہیں۔

(روحانی خزائن جلد۱۲ سراجِ منیر صفحہ ۲۸)

مَیں تمام مسلمانوں اور عیسائیوں اور ہندوؤں اور آریوں پر یہ بات ظاہر کرتا ہوں کہ دُنیا میں کوئی میرا دشمن نہیں ہے۔ مَیں بنی نوع سے ایسی محبّت کرتا ہوں کہ جیسے والدۂ مہربان اپنے بچّوں سے بلکہ اس سے بڑھ کر۔ مَیں صرف اُن باطل عقائد کا دشمن ہوں جن سے سچّائی کا خون ہوتا ہے۔ انسان کی ہمدردی میرا فرض ہے اور جھوٹ اور شرک اور ظلم اور

ہر ایک بَد عملی اور ناانصافی اور بد اَخلاقی سے بیزاری میرا اصول۔

(روحانی خزائن جلد ۱۷ اربعین نمبر ۱ صفحہ ۳۴۴)

فرشتے

قرآن شریف پر بدیدہ تعمّق غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان بلکہ جمیع کائنات الارض کی تربیتِ ظاہری و باطنی کے لئے بعض وسائط کا ہونا ضروری ہے اور بعض بعض اشاراتِ قرآنیہ سے نہایت صفائی سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض وہ نفوسِ طیّبہ جو ملائک سے موسُوم ہیں ان کے تعلقات طبقاتِ سماویہ سے الگ الگ ہیں۔ بعض اپنی تاثیراتِ خاصّہ سے ہَوا کے چلانے والے اور بعض مینہ کے برسانے والے اور بعض بعض اَور تاثیرات کو زمین پر اُتارنے والے ہیں۔

(روحانی خزائن جلد ۳ توضیح مرام صفحہ ۷۰)

یہ بھی یاد رکھنا چاہئیے کہ اسلامی شریعت کے رُو سے خواص ملائک کا درجہ خواص بشر سے کچھ زیادہ نہیں بلکہ خواص النّاس خواص الملائک سے افضل ہیں اور نظامِ جسمانی یا نظامِ روحانی میں ان کا وسائط قرار پانا ان کی افضلیّت پر دلالت نہیں کرتا بلکہ قرآن شریف کی ہدایت کے رُو سے وہ خدّام کی طرح اِس کام میں لگائے گئے ہیں۔

(روحانی خزائن جلد ۳ توضیح مرام صفحہ ۷۴)

فرشتوں کا اُترنا کیا معنی رکھتا ہے۔ سو واضح ہو کہ عادت اللہ اس طرح پر جاری ہے کہ جب کوئی رسول یا نبی یا محدّث اصلاحِ خلق اللہ کے لئے آسمان سے اُترتا ہے تو ضرور اُس کے ساتھ اور اُس کے ہم رکاب ایسے فرشتے اُترا کرتے ہیں کہ جو مستعد دِلوں میں ہدایت ڈالتے ہیں اور نیکی کی رغبت دلاتے ہیں اور برابر اُترتے رہتے ہیں جب تک کُفر وضلالت کی ظلمت دُور ہو کر ایمان اور راستبازی کی صبحِ صادق نمودار ہو جیسا کہ اللہ جلّ شانہٗ فرماتا ہے:۔

تَنَزَّلُ الْمَلٰئِكَةُ وَ الرُّو حُ فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِم ج مِن كُلِّ اَمرٍ ۛ سَلٰمٌ قف هِيَ حَتّٰى مَطلَعِ الفَجرِ.

سو ملائکہ اور رُوح القدس کا تنزّل یعنی آسمان سے اُترنا اُسی وقت ہوتا ہے جب ایک عظیم الشّان آدمی خلعتِ خلافت پہن کر اور کلامِ الٰہی سے شرف پا کر زمین پر نزول فرماتا ہے رُوح القدس خاص طور پر اُس خلیفہ کو ملتی ہے۔

(روحانی خزائن جلد ۳ فتحِ اسلام حاشیہ صفحہ ۱۲)

یاجُوج ماجُوج

یاجوج ماجوج وہ قوم ہے جو تمام قوموں سے زیادہ دُنیا میں آگ سے کام لینے میں استاد بلکہ اس کام کی مُوجِد ہے اوران ناموں میں یہ اشارہ ہے کہ ان کے جہاز ان کی ریلیں ان کی کلیں آگ کے ذریعہ سے چلیں گی اوران کی لڑائیاں آگ کے ساتھ ہوں گی۔اور وہ آگ سے خدمت لینے کے فن میں تمام دُنیا کی قوموں سے فائق ہوں گے اور اسی وجہ سے وہ یاجوج ماجوج کہلائیں گے۔سو وہ یورپ کی قومیں ہیں جو آگ کے فنون میں ایسے ماہر اور چابک اور یکتائے روزگار ہیں کہ کچھ بھی ضرور نہیں کو اس میں زیادہ بیان کیا جائے پہلی کتابوں میں بھی جو بنی اسرائیل کے نبیوں کو دی گئیں یورپ کے لوگوں کو ہی یاجوج ماجوج ٹھہرایا ہے بلکہ ماسکو کا نام بھی لکھا ہے جو قدیم پایہ تخت رُوس تھا۔سو مقرر ہو چکا تھا کہ مسیح موعود یاجوج ماجوج کے وقت میں ظاہر ہوگا۔

(روحانی خزائن جلد۱۴ ایام الصّلح صفحہ ۴۲۴)

نور کا موسم

جیسا کہ تم دیکھتے ہو کہ پھل اپنے وقت پر آتے ہیں ایسا ہی نور بھی اپنے وقت پر ہی اُترتا ہے اور قبل اِس کے جو وہ خود اُترے کوئی اس کو اُتار نہیں سکتا اور جبکہ وہ اُترے تو کوئی اس کو بند نہیں کر سکتا مگر ضرور ہے کہ جھگڑے ہوں اور اختلاف ہو مگر آخر سچّائی کی فتح ہے کیونکہ یہ امر انسان سے نہیں ہے اور نہ کسی آدم زاد کے ہاتھوں سے بلکہ اُس خدا کی طرف سے ہے جو موسموں کو بدلاتا اور وقتوں کو پھیرتا اور دن سے رات اور رات سے دن نکالتا ہے۔وہ تاریکی بھی پَیدا کرتا ہے مگر چاہتا روشنی کو ہے۔وہ شرک کو بھی پھیلنے دیتا ہے مگر پیار اُس کا توحید سے ہی ہے اور نہیں چاہتا کہ اس کا جلال دوسرے کو دیا جائے۔جب سے کہ انسان پَیدا ہُوا ہے اُس وقت تک کہ نابُود ہو جائے خدا کا قانونِ قدرت یہی ہے کہ وہ توحید کی ہمیشہ حمایت کرتا ہے۔

(روحانی خزائن جلد۱۵ مسیح ہندوستان میں صفحہ ۶۵)

اے خدا اے کار ساز و عیب پوش و کردگار ۔۔۔ اے مِرے پیارے مِرے محسن مِرے پروردگار

یہ سراسر فضل و احساں ہے کہ مَیں آیا پسند ۔۔۔ ورنہ درگہ میں تیری کچھ کم نہ تھے خدمت گذار

دوستی کا دَم جو بھرتے تھے وہ سب دشمن ہوئے ۔۔۔ پر نہ چھوڑا ساتھ تُو نے اے مِرے حاجت برار

اے مِرے یارِ یگانہ اے مِری جاں کی پنہ ۔۔۔ بس ہے تُو میرے لئے مجھ کو نہیں تجھ بِن بکار

مَیں تو مَر کر خاک ہوتا گر نہ ہوتا تیرا لُطف ۔۔۔ پھر خدا جانے کہاں یہ پھینک دی جاتی غبار

اے فدا ہو تیری راہ میں میرا جسم و جان و دِل ۔۔۔ مَیں نہیں پاتا کہ تجھ سا کوئی کرتا ہو پیار

ابتداء سے تیرے ہی سایہ میں میرے دِن کٹے ۔۔۔ گود میں تیری رہا مَیں مثلِ طفلِ شِیر خوار

نسلِ انساں میں نہیں دیکھی وفا جو تجھ میں ہے ۔۔۔ تیرے بِن دیکھا نہیں کوئی بھی یارِ غمگسار

لوگ کہتے ہیں کہ نالائق نہیں ہوتا قبُول ۔۔۔ مَیں تو نالائق بھی ہو کر پا گیا درگہ میں بار

اِس قدر مجھ پر ہوئیں تیری عنایات و کرم ۔۔۔ جن کا مشکل ہے کہ تا روزِ قیامت ہو شمار

(روحانی خزائن جلد ۲۱ براہین احمدیہ حصّہ پنجم صفحہ ۱۲۷)

☆..........☆..........☆